REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۵

شمارہ ۵۲

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ ۔/۷ روپے
ششماہی ۔/۴ ″
ممالک غیر ۱۲ شلنگ

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۲۹ فتح ۱۳۴۵ھش	۱۶ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ	۲۹ دسمبر ۱۹۶۶ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۷ دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۷ دسمبر کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل شام حضور کو کچھ ضعف رہا۔ احباب جماعت رمضان المبارک میں خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

رمضان شریف میں الحمد بعد از ظہر درس القرآن کا سلسلہ بفضلہ تعالیٰ جاری ہے۔ گیارھویں روزے مولوی محمد حفیظ صاحب نے درس دینا شروع کیا۔ آپ سورت کہف کے آخر تک اپنے درس کا پہلا دور ختم کریں گے۔

قادیان ۲۷ دسمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۱ دسمبر کو مغرب سے کچھ دیر پہلے بادگیر کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب آف بادگیر بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ سفر حضر کا حافظ و ناصر ہو۔ اور بخیریت واپس قادیان لائے۔ آمین۔

سکھ گوردوارہ کلکتہ میں احمدی مبلغ کی کامیاب تقریر

حضرت بابا نانکؒ کے سوانح حیات کا تذکرہ اور سکھ مسلم خوشگوار تعلقات کا بیان

از مکرم محمد نور عالم صاحب احمدی بیگوسرائی از کلکتہ

حسب سابق امسال بھی سکھوں کی طرف سے بابا گورو نانکؒ کے یوم پیدائش کی سالگرہ کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کلکتہ کو شرکت کی دعوت تھی۔ ساتھ ہی یہ بھی درخواست تھی کہ ان کے تقریری پروگرام میں ہماری جماعت کی نمائندگی ہو۔ چنانچہ ۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء کو صبح ۱۰ بجے کے پروگرام میں مولانا شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ نے شرکت فرمائی۔ آپ کے ساتھ جماعت کے انصار و خدام بھی تھے۔

یہ جلسہ گوردوارہ بارہ سکھ سنگت کے زیر اہتمام پریس روڈ پر واقع ایک زیر تعمیر کردہ عمارت میں ہوئی۔ سکھوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے افراد بھی شامل تھے۔ ایک اندازہ کے مطابق مرد و زن کی مجموعی تعداد پانچ ہزار سے زائد تھی۔

مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے تقریر میں حضرت گورو بابا نانکؒ کی سوانح حیات سے بعض ایمان افروز واقعات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ جماعت احمدیہ گورو نانک جی کو ولی اللہ اور صاحب کشف و کرامات بزرگ سمجھتی ہے۔ آپ نے پیغام صلح سے وہ حوالہ پیش فرمایا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ بابا نانکؒ ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزوجل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے۔

مکرم موصوف نے سکھوں کی کتب گرنتھ صاحب، جنم ساکھی اور تاریخ گورو خالصہ سے مختلف حوالے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت بابا نانک توحید کے قائل تھے اور آپ کے دل میں قرآن پاک کی عظمت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت تھی۔ اس موقع پر آپ نے خالصہ سماچار مجریہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء سے یہ تراشہ پیش فرمایا۔ "گورو ہمارے یہاں ایک قرآن شریف پڑا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ قرآن شریف ہے جس کو گورو نانک صاحب مکہ، اور مدینہ کے سفر میں اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔" مزید فرمایا کہ حضرت بابا نانک کا ایک چولہ آج بھی ڈیرہ بابا نانک میں آپ کے خاندان کے لوگوں کے پاس موجود ہے جس میں کلمہ طیبہ، سورہ اخلاص، سورہ فاتحہ و آیت الکرسی تحریر ہیں۔ چولہ کا سالانہ میلہ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳ فروری کو لگتا ہے اور دور دراز سے لوگ آتے ہیں اور چولے کا درشن کرتے ہیں۔

فرمایا حضرت گورو نانک ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ اکھنڈ رکھتے رہے اور مسلمانوں نے بھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ "تلونڈی کے نواب جاگیر دار رائے بولار اور نواب دولت خان آف سلطان پور آپ کے خاص عقیدت مندوں میں سے تھے خاندان مغلیہ کے بانی شہنشاہ بابر نے آپ سے ہمیشہ محبت کا تعلق رکھا۔ آپ کے شاگردوں میں ایک مسلمان درویش "مردانہ" بہت زیادہ عزیز تھے جو سفر میں برابر آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ اتحاد کو ملکی ترقی کے لئے ضروری قرار دیا۔

مکرم مولانا شریف احمد امینی کی تقریر سے قبل سکھوں کی ایک ٹولی نے گورو نانک جی مہاراج کے جیون چرتر کے بعض اہم واقعات گیتوں میں سنائے۔ ان میں ایک واقعہ یہ بھی بیان کیا کہ جب گورو نانک جی مکہ پہونچے تو آپ اس ہوتو پر کعبہ کی طرف پاؤں پھیلا کر لیٹ گئے۔ مقامی مسلمانوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا میرے پاؤں ادھر رکھو جدھر کعبہ نہ ہو۔ جب پاؤں ہٹا کر دوسری طرف رکھے گئے تو کعبہ خود متحرک ہو کر پاؤں کی طرف آ گیا۔ غرضیکہ جدھر بھی پاؤں رکھے گئے کعبہ سامنے آ گیا۔ مکرم مولانا صاحب نے اس واقعہ کی تردید میں فرمایا کہ یہی عجیب بات ہے کہ بابا نانک کو مسلمانوں کے مقدس مقامات سے عقیدت تھی۔ اور اسی جذبہ عقیدت کو لے کر حضرت بابا نانک نے ایک لمبا سفر اختیار کیا اور کعبہ شریف کی زیارت کو پہونچے اور پھر حج ادا کیا۔ اب کیا یہ ممکن ہے کہ آپ سے ایسا فعل سرزد ہو جو اس مقام مقدس کی تعظیم و شان کے خلاف ہو؟ ایسا کام تو ایک معمولی انسان بھی نہیں کر سکتا۔ فرمایا۔ اگر کسی شخص کو کسی سے عقیدت یا ادب کا تعلق ہو تو وہ اس کی طرف کبھی بھی پاؤں پھیلا کر نہیں سوتا۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اب اس گوردوارہ میں آپ سب بیٹھے ہیں اور سامنے منبر پر گرنتھ صاحب پڑا ہے جس کا عقیدت آپ سب کے دلوں میں ہے۔ کیا آپ میں سے کوئی انسان اس قابل احترام کتاب کی طرف اپنے پاؤں کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ ادب اور تعظیم کے خلاف ہے جس عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی کہ حضرت بابا نانک کی مقدس تاریخ حیات اس قسم کے واقعات کی متحمل ہو۔ تقریر کے اختتام پر صدر جلسہ نے مکرم مولانا موصوف کا شکریہ ادا کرنے کے بعد آپ کے اس اعتراض کا جواب دینا چاہا مگر وہ اپنے مدعا کی وضاحت نہ کر سکے۔

مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ٹھیٹھ پنجابی زبان میں تقریر کی اور حضرت بابا نانک کے اشعار ان کے اپنے شبدوں میں ترنم کے ساتھ پڑھے۔ کبھی کبھی سامعین پر جذب و ربودگی کی کیفیت طاری ہو جاتی تو بے ساختہ وہ اپنے مخصوص لب و لہجہ میں نعرے لگاتے۔ سیکرٹری صاحب گوردوارہ نے خاص طور پر مولانا کا شکریہ ادا کیا اور آپ کی تقریر کا نہایت ادب و عقیدت تذکرہ کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریر بہت کامیاب رہی اور سکھ بھائیوں تک حق و صداقت کا پیغام پہنچنے کا ایک راستہ نکل آیا۔ بہت لوگوں نے آپ سے تعارفی کارڈ لئے اور بعض گوردواروں کے ذمہ دار اراکین نے اپنے آئندہ جلسوں میں شرکت کے لئے موصوف کو دعوتیں دیں۔ جلسہ کے دوسرے دن سیکرٹری صاحب گوردوارہ بارہ سنگت کی طرف سے مندرجہ ذیل مضمون کا انگریزی خط ملا۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر، قادیان —— مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۶ء

رمضان شریف میں نزول قرآن

قرآن کریم کا رمضان شریف سے اس قدر گہرا تعلق ہے کہ حق تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کا تعارف ان الفاظ سے فرمایا ہے کہ

شهر رمضان الذی
انزل فیه القرآن

بلاشبہ رمضان شریف کو نزول قرآن میں دوسرے مہینوں کے مقابلہ پر نمایاں امتیاز حاصل ہے۔ پھر آگے چونکہ نزول قرآن کی بھی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً غار حراء میں حضرت جبرئیل امین جب سب سے پہلی وحی لائے تو تاریخ اعتبار سے یہی مبارک مہینہ تھا گویا سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کے نزول کا آغاز بھی اس ماہ مبارک میں ہوا۔

علاوہ تاریخ کی بیرونی شہادات کے خود "رمضان" کے لفظ ہی میں یہ حقیقت پنہاں نظر آتی ہے کیونکہ رمضان کے لغوی معنے گرمی اور تپش کے ہیں۔ مراد یہ کہ جب انسان کامل کے دل میں اپنے حقیقی خالق و مالک کو پالینے کی سچی تڑپ پیدا ہوئی تو اس سے زیادہ رحیم و کریم خدا کی رحمت بھی جوش میں آگئی۔ اس طرح دونوں طرف کی حرارت جس مبارک وقت میں ظہور پذیر ہوئی تو فی الواقع وہ وقت رمضان کہلانے کا مستحق ٹھہرا۔ اگرچہ عرب لوگ اسلام سے قبل ہی قمری سال کے ایک مہینہ کو اسی نام سے پکارتے تھے مگر یہ ایک الٰہی تصرف تھا جو مدتوں پہلے اس مہینہ کو رمضان کا نام دیا گیا اور وقت آنے پر اس کے اسم با مسمّٰی ہونے کی بات بھی منصۂ شہود میں آگئی۔۔۔!!

پھر یہی نہیں کہ محبت کی یہ تپش صرف ایک ہی بار ظاہر ہوئی بلکہ ہر سال ہی اس کا نزول رنگ دکھاتا رہا چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ اس مبارک مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل کے ساتھ مل کر قرآن کریم کا دور فرماتے تھے حتیٰ کہ وفات سے پہلے سال آپ نے دو دفعہ دور مکمل فرمائے۔

ان سب باتوں پر جب یکجائی نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ماہ رمضان [illegible] گزشتہ [illegible] مہینہ ہے [illegible] پانچویں [illegible] زمانہ میں متعلق خاص

قسم کی یادگار قائم رکھنے کے لئے "یوم" منائے جاتے ہیں جیسے یوم آزادی۔ یوم شہداء۔ یوم والدین، یوم جمہوریت یوم افواج وغیرہ وغیرہ اس پہلو سے اگر رمضان شریف کو "ایام القرآن" کے نام سے پکارا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

لوگ اپنے بچوں کی سالگرہ مناتے ہیں۔ یا جیسا کہ ابھی بیان ہوا قومی یا جماعتی سطح پر بعض خاص دنوں کی عظمت کے لحاظ سے مخصوص رنگ میں منایا جاتا ہے تو ان سب کی تہ میں وہی محبت اور عقیدت کا گہرا تعلق کام کرتا ہے جس کا عملی اظہار اس یوم کے منانے کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت پیدا ہو۔ ہر مسلمان ذاتی طور پر قرآن کریم کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کرے اسے اپنے دل و دماغ میں بٹھا لینے کی ممکن کوشش کرے اس کے لئے سال میں ایک ماہ مسلسل ٹریننگ دی جاتی ہے اور ایسا ماحول بنا دیا جاتا ہے کہ دلوں میں خود بخود مکرم کلام مجید کی طرف رغبت اور جوش پیدا ہونے لگتا ہے۔ اس وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔ نہ صرف رمضان شریف کے ایام میں بلکہ مناسب ہے کہ باقی مہینوں میں بھی اسی جوش کو کسی حد تک قائم رکھا جائے۔ بے شک انسانی اعمال طبعاً مد و جزر میں چلتے ہیں اور رمضان شریف میں روحانیت کی لہر نہایت اونچی اٹھتی ہے لیکن یہ بھی اچھا نہیں کہ باقی مہینوں میں روحانیت کے اندر پیدا ہو چکے تموج کو بالکل ہی ساکن کر دیا جائے۔ محبت الٰہی کا وہ بیج جو رمضان شریف میں پھوٹا اور کونپل نکالی انسان کی غفلت کے سبب مردہ ہو جائے گا۔

قرآن کریم ہر قسم کی خیر و برکت کا مجموعہ ہے هذا کتاب مبارک انزلناه الیک لیدبروا آیاته و لیتذکر اولوا الالباب۔ اگر ایک انسان کو اس مبارک کتاب کے ساتھ دلی انس اور محبت ہو جائے اور اس کی تعلیمات اس کا اوڑھنا بچھونا بن جائیں تو اس کی زندگی کے کامیاب ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا اس کا قدم ایسی شاہراہ پر پڑ جاتا ہے جو سیدھی منزل مقصود تک لے

جانے والی ہے۔

پھر قرآن کریم کو خدا تعالیٰ نے "ذکر" کے نام سے پکارا ہے جس کے معنے عزت و شرف کے ہیں۔ چنانچہ اس پہلو سے بھی دنیا اس کے شیریں ثمرات کا ذاتی تجربہ کر چکی ہے۔ صحابہ کی جماعت سے ایک ایک شخص الذکر الحکیم کے نزول سے قبل احسن الناس تھا۔ ان لوگوں نے جب قرآن کریم کو سر آنکھوں پر رکھا تو خدا نے بھی ان کی عظمت کو دنیا کے دلوں میں بٹھا دی۔ اس کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔"

(کشتی نوح)

اور عامة المسلمین کے ادبار اور تنزل کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا ؎

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآن کو بھلایا

اگرچہ وحی متلو کے طور پر قرآن کریم کا نزول حضرت ہادی کامل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر ہو چکا مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کا سچا متبع قرآن کریم کے ساتھ اپنا ذاتی تعلق مضبوط بنائے اور اس کے معانی اور مطالب اور اس کی تعلیمات کی گہرائیوں پر تدبر کی نگاہ ڈالنے اس کے مضامین کو دل میں بٹھانے کے بعد ہر شخص کا اپنا دل یوں محسوس کرے کہ فی الواقع اس رمضان میں قرآن کریم کا نزول نئے سرے سے ہوا۔

ماہ رمضان میں پہلے ہی قرآن کریم [illegible] کا انتظام موجود ہے انفرادی طور پر تلاوت قرآن کریم کے علاوہ نماز تراویح میں اس کا دور ہوتا ہے۔ مگر مخصوص طور پر ہمارے ہاں خلافت کی برکت سے بفضلہ تعالیٰ ایک زمانہ سے مرکز میں تو باالتزام اور بیرونجات میں جہاں مبلغین کرام موجود ہیں درس القرآن کا اہتمام ہے

پھر اس سال سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ساری جماعت میں قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کی جو نئی اسکیم جاری فرمائی ہے وہ تو نور علیٰ نور ہے۔ یہ سکیم گویا اس

بابرکت مہینہ میں جاری کردہ ماحول کا ایک روح پرور حصہ ہے۔ حقیقت یہ کہ اگر احباب جماعت اس سکیم کی اہمیت کو اچھی طرح سے سمجھ لیں اور حضور کی منشاء کے مطابق اس کو کامیاب بنائیں تو ان کے لئے سال میں صرف ایک مہینہ ہی رمضان نہ رہے بلکہ سال کے سارے مہینے ہی رمضان کی برکات سے معمور ہو جائیں۔

اس لئے ہر جماعت کا فرض ہے کہ اس کی طرف توجہ کرے۔ دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ کے محبوب بندے کی طرف سے کسی بات کا پروگرام جاری کیا جاتا ہے تو اس کے مطابق عمل فائدہ مند کرتا برکات کا موجب ہوتا ہے۔ اس سے محرومی بڑی محرومی ہوتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس سکیم ہی کی برکت ہے کہ قادیان میں رمضان سے پہلے تعلیم القرآن کلاسیں جاری تھیں چنانچہ راقم الحروف کو بھی ایک ایسی ہی کلاس کو روزانہ تعلیم دینے کی سعادت حاصل رہی ہے اور اب جبکہ قرآن شریف کا درس پہلے روزہ سے حسب دستور سابق شروع ہوا تو جس قدر نے اس کلاس میں قرآن کریم پڑھ چکے ہیں۔ انہیں رمضان شریف کے درس میں ایک خاص لطف آرہا تھا۔ چنانچہ ایک روز درس کے بعد ایک دوست نے تو بے ساختہ اس بات کا اظہار کیا کہ اب کی بار تو درس کا اور ہی مزہ آرہا ہے۔ یہ ایک مثال ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس سکیم کے بعد چونکہ پہلا رمضان آیا ہے احباب جماعت نے جہاں بھی اس سکیم کے تحت قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کا التزام رکھا ہے وہ ان ایام میں اپنے اندر ایک ایمان افروز تغیر محسوس کرتے ہیں۔ ان کی حد تک یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ قرآن کریم کی عظمت نئے رنگ میں ان پر ظاہر ہوتے پر گویا ہر شخص پر قرآن کریم کا نزول ہو رہا ہے۔ پس کلام اللہ کا یہ نزول بڑا ہی بابرکت ہے اور بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو اس مبارک مہینہ میں یہ شرف حاصل ہو جائے !!

درخواست دعائے مغفرت

محترم چچا جان ملک غلام احمد صاحب بمقام بصیر پور ضلع منٹگمری ۱۲ دسمبر کو حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کئے گئے احباب ان کے رفع درجات اور اہلبیت اور پسماندگان و اقارب کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار ملک صلاح الدین مؤلف اصحاب احمد قادیان

خطبہ جمعہ

زندہ خدا ۔ زندہ رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اور زندہ کتاب قرآن مجید

یہ وہ تین بنیادی طاقتیں ہیں جن سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعارف کیا

یہی وہ امور ہیں جن پر ہماری کامیابی اور دنیا میں غلبۂ اسلام کا انحصار ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۱ر نومبر ۱۹۶۶ء بمقام بشیر آباد

(مرتبہ :۔ بکرم مولوی محمد صادق صاحب انچارج شعبہ زود نویسی)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔
ہم نے جس ہستی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ کو قبول کیا وہ کوئی معمولی ہستی نہیں تھی بلکہ اس کا مقام وہ تھا کہ

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے روحانی فرزندوں میں سے

صرف اس کو اپنا سلام بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ یہ بات تمام دنیا پر ظاہر کی کہ جو شخص ہمارے اس مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں فرق کرے گا اس شخص نے اس مقام کو نہیں پہچانا ۔ جس مقام پر کہ اللہ تعالےٰ نے فنا فی الرسول ہو جانے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم ہو جانے کی وجہ سے

اس پاک وجود کو کھڑا کیا

ہے ۔ پھر یہ صرف اعزازی مقام نہ تھا بلکہ حقیقتاً یہ مقام آپ کو اس وجہ سے ملا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس لئے توفیق عطا فرمائی کہ آپ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عشق میں فنا ہو کر اپنے وجود کو کلیتہً غائب کر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لینا چاہتا تھا جو اسلام کی نشأۃ اولیٰ میں اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لیا تھا ۔
قرآن کریم سے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور پیشگوئیوں سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ

اسلام کو دو ترقیاں حاصل ہونی تھیں

جس کا مطلب یہ تھا کہ اسلام کو تنزل کے ایک دور میں سے بھی گزرنا تھا کیونکہ اگر تنزل کا دور مقدر نہ ہوتا تو دو ترقیوں کا کوئی سوال ہی نہیں تھا ۔ پھر ایک ہی ترقی اسلام کو حاصل ہوتی ۔ ہم اس حقیقت کو اپنے عام محاورہ میں اسلام کی نشأۃ اولیٰ اور نشأۃ ثانیہ کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں ۔

پہلی ترقی

اس زمانہ کے لحاظ سے اس طرح ظہور پذیر ہوئی ۔ کہ دشمن نے جو اس زمانہ میں علم میں اتنا ترقی یافتہ نہیں تھا بلکہ عام طور پر جہالت کا ہی دور دورہ تھا ۔ خواہ اس زمانہ کے لوگ اہل کتاب ہوں ، مشرکین ہوں ، خواہ بد مذہب ہوں انہیں مذہبی لحاظ سے دیکھا جائے یا دنیوی لحاظ سے عموماً علم سے محروم تھے اس لئے جب اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور قرآن کریم جیسی عظیم کتاب آپ پر نازل کی ۔ تو ان اقوام نے جو دنیا کے مختلف مذہبی فرقوں میں بٹی ہوئی تھیں

جہاں جہاں اسلام پہنچا یہ سمجھا کہ ہم اپنی طاقت کے بل بوتے اسلام کو مٹا کر رکھ دیں گے چنانچہ بالکل ابتدائی زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے جو دن مکہ میں گذارے ۔ انہیں آپ پر ایمان لانے والوں کو

انتہائی تکالیف پہنچائی گئیں

کفار یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے ان تکالیف کی شدت کو انتہا تک پہنچا دیا تو یہ مٹھی بھر لوگ اپنے مذہب سے توبہ کر لیں گے ۔ اور ان بتوں کے آگے سجدہ کرنے لگ جائیں گے جن کو یہ چھوڑ چکے ہیں لیکن مسلمان کے دل میں جب حقیقتاً بشاشت ایمان پیدا ہو جاتی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے ایمان کے مقام سے ہٹا نہیں سکتی ۔ سو تکالیف جتنی وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہنچائیں ۔ مسلمانوں پر آزمائش کی جتنی گھڑیاں وہ لا سکتے تھے لائے

سخت سے سخت امتحانوں میں سے مسلمانوں کو گزرنا پڑا

لیکن ان کے قدم ڈگمگائے نہیں ۔ تب تمام حالات کو مدنظر رکھ کر کفر نے یہ نتیجہ نکالا کہ صرف تکالیف پہنچانا کافی نہیں ۔ بس ایک ہی علاج ہے وہ یہ کہ انہیں قتل کر دیا جائے ۔ تو جب انہوں نے اسلام کو مٹانے کا فیصلہ کیا تو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جاؤ ۔ چنانچہ آپ نے گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی
پھر اللہ تعالےٰ نے مدینہ کے رہنے والوں کے دلوں کو اسلام کے لئے کھولا ۔ اور ان کے سینوں کو قرآن کریم کے نور سے منور کیا ۔

جب اسلام مدینہ میں کچھ طاقت پکڑنے لگا

تو کفار نے اپنے بد منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا پختہ ارادہ کر لیا ۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ کے چند آدمی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ ہم تلوار کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بآسانی شہید کر دیں گے اور اسلام کو مٹا دیں گے ۔ چنانچہ مکہ والے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اور اس وقت اس سلسلہ معجزات کی بنیاد رکھی گئی جس کے نتیجہ میں اسلام تمام دنیا پر غالب آگیا ۔ اور وہ سلسلہ یہ تھا کہ خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت اور طاقت کے معجزانہ اظہار سے کفار کو بتایا کہ خواہ تمہاری طاقت کتنی ہی کیوں نہ ہو ۔ اور مسلمانوں کی کمزوری خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو تم اپنے دنیوی اموال اور دنیوی طاقت کے باوجود

اسلام پر غالب نہیں آسکتے

چنانچہ اس وقت سلسلہ معجزات کا دروازہ بدر کے مقام پر کھولا گیا ۔ اور بدر کے مقام پر مستقبل کے واقعات کی ایک تصویر دنیا نے دیکھی کہ اگر خدا کی طاقت کسی

قوم اور سلسلہ کے پیچھے ہو تو ساری دنیا کی طاقتیں مل کر بھی اس کو فنا نہیں کر سکتیں۔ چنانچہ اسلام کی تاریخ کے پہلے تیس چالیس سال میں اور پھر یہ سلسلہ کئی سو سال تک آگے چلا۔

کفر نے تلوار کے زور پر اسلام کو مٹانا چاہا

اور خدا تعالیٰ نے کمزور مسلمانوں کو جو غلاموں کے ساتھ ہر میدان میں کود کر کامیاب کیا اور کفر کی تلوار کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور اس طرح دنیا پر ثابت کر دیا کہ اسلام دنیا میں مٹنے کے لئے قائم نہیں کیا گیا۔ جتنی طاقتیں تم اس کے خلاف استعمال کر سکتے تھے تم نے کیں۔ جتنی دفعہ تم نے چاہا اور شیطان نے تمہیں درغلایا تم اسلام کے خلاف صف آراء ہوئے۔ لیکن تمہاری ان صفوں کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے الٹ کر رکھ دیا۔

اسلام کے ابتدائی زمانہ کی تاریخ

کی مختصر سی تصویر یہ ہے۔ جو کچھ بتاتی ہے کہ جب اسلام دنیا میں آیا تو بجائے اس کے کہ دنیا قرآنی علوم سے فائدہ اٹھاتی اور دنیوی لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے بھی ترقی کرتی۔ اس نے طاقت کے زور سے اسلام کے نور اور قرآن کریم کی چمک کو مٹانا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت کر دیا کہ قرآن کریم ایک نور ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نور ہے اور کسی الٰہی نور کو دنیا کی کوئی تلوار دنیا کی کوئی بندوق دنیا کا کوئی بم اور دنیا کا کوئی ایٹمی ہتھیار تباہ نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد مسلمانوں نے بدقسمتی سے

اسلام کو بھلا دیا

اور قرآن کریم کے نور کو اپنے گھروں اور اپنے سینوں سے نکال باہر پھینکا اور اس کی بجائے اپنے سینوں اور گھروں کو بدخیالات اور بدرسوم اور شرک کے مختلف اندھیروں سے بھر لیا۔ تب خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ان دلوں میں میرے لئے تو کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ اور ان مکانوں میں میرے ذکر کو بلند کرنے کا کوئی سامان نہیں۔ اب یہ مکان وہ بیوت نہیں رہے جن کے متعلق وعدہ کیا گیا تھا۔ اور بشارت دی گئی۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ

کہ ایسے گھر ہوں گے جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے گا۔ اور آسمان سے ان کی بلندی کے سامان پیدا کئے جائیں گے تو پھر مسلمان

تنزل کی انتہائی گہرائیوں میں

گرنے شروع ہوئے اور ایک وقت ایسا آیا کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمان دنیا کے حاکم بھی یہی تھے۔ تمام دنیا کے استاد بھی یہی تھے۔ تمام دنیا کو تہذیب سکھانے والے بھی یہی تھے اور تمام دنیا کو دنیوی علوم سکھانے والے بھی یہی تھے۔ اور تمام دنیا کو روحانی علوم سکھانے والے بھی یہی تھے۔ اور اب یہ حالت ہے کہ اپنے گھروں سے اپنے مدرسوں سے اپنے کالجوں سے اور دوسری درسگاہوں سے روحانی علوم کو انہوں نے نکال کر پھینک دیا۔ اور دنیوی علوم سیکھنے کے لئے دوسری قوموں سے بھیک مانگنی شروع کر دی۔

اور پھر یہ کتاب زمانہ

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق

دنیا پر آیا اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق وہ وقت بھی آیا۔ جب اس اندھیرے کے زمانہ کو نور سے بدلنا مقدر تھا۔ اور اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے اور خدا تعالیٰ نے آپ کو اتنا ثابت کیا کہ چونکہ آپ نے اپنا وجود کلیۃً محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود میں گم کر دیا ہے اور آپ کے سب میں

اسلام کا درد اور توحید کو قائم کرنے

کی تڑپ ایسی پائی جاتی ہے اور آپ کے یہ جذبات اتنی شدت اختیار کر گئے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی محبت اس مقام تک پہنچ گئی ہے کہ جس مقام تک امت میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزندوں میں سے

کسی ایک کی بھی محبت نہیں پہنچی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو ہی میرا وہ عبد محبوب ہے جس کو میں نے پھر اسلام کو تمام دنیا پر غالب کرنے اور ادیان باطلہ پر فتح پانے کے لئے کھڑا کیا ہے۔ پس اٹھ! اور اپنے گوشۂ تنہائی کو چھوڑ! اور اس حجرہ سے باہر نکل جس میں چھپ کر تو میری عبادت کرتا ہے اور میدان محبہ میں اُتر اور دنیا کو پکار کر کہہ۔

اسلام کے غلبہ کے دن

آ گئے ہیں۔ اٹھو! اور میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے علوم قرآنی کو از سر نو سیکھو اور پھر دنیا کے استاد بن کر دنیا میں پھیلو اور دنیا کو انوار قرآنی سے متعارف کراؤ۔

پھر خدا نے کہا کہ جب تم دنیا کو میرا یہ پیغام پہنچاؤ گے تو دنیا تمہاری مخالفت کرے گی تم اکیلے ہو گے مگر دنیا کی مخالفت کی پرواہ نہ کرنا اور میری طاقت اور قدرت پر کامل بھروسہ رکھنا۔ میں چاروں طرف ایسے آدمی پیدا کرتا چلا جاؤں گا جو تمہاری آواز پر لبیک کہتے ہوئے تمہارے گرد جمع ہو جائیں گے۔ یہ دیکھ کر دنیا اپنی مخالفت کے لئے کھڑی ہو جائے گی اور تم سب کو کچلنے اور مٹانے کے درپے ہو جائے گی مگر وہ تمہیں ہلاک اور مغلوب نہ کر سکے گی۔

پھر ہم اس قدر دلائل اور براہین تمہیں عطا کریں گے کہ یہ زمانہ جو علوم کا زمانہ ہے اور جس میں انسان ستاروں تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے اس زمانہ کے بڑے بڑے عقلمند اور عالم اور سائنسدان ان دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ پس اٹھو اور مجھ پہ بھروسہ کرتے ہوئے۔

قرآن کریم کی تعلیم کو تمام دنیا میں پھیلاؤ

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے رب کی نظر میں یہ مقام ہے اور یہ کام ہے جس کی خاطر آپ کے رب نے آپ کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ جو دلائل دیئے وہ تو ایک سمندر ہے اس کا چند منٹوں میں، چند دنوں میں یا چند مہینوں میں یا چند سالوں میں یا چند صدیوں میں بھی بیان کرنا ممکن نہیں کیونکہ سمندر کے قطروں کو گننا آسان ہے لیکن ان دلائل کو اعداد و شمار میں باندھ دینا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سکھائے مشکل ہے لیکن

تین بنیادی چیزیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو سکھائی ہیں۔ اور دراصل وہی تین بنیادی چیزیں ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری طاقت کا انحصار ہے اور جن کے نتیجہ میں ہم دنیا میں کامیاب ہو رہے ہیں

پہلی چیز یہ ہے

کہ اسلام جس خدا سے ہمارا تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے وہ زندہ خدا ہے آپ نے دلائل کے ساتھ بات واضح کی کہ دوسری سب اقوام اور اسلام کے دوسرے سب فرقے اس خدا تعالیٰ کو زندہ طاقتوں والا زندہ قدرتوں والا خدا نہیں سمجھتے

لمبی داستان ہے

لیکن کن کی کون کون سی بات بتائی جائے جس سے یہ واضح ہے کہ سارے لوگ ہی زندہ خدا کو چھوڑ چکے تھے۔ وہ بوسیدہ ہڈیوں کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ روحانیت جاتی رہی تھی جو ظاہری علوم تھے ان میں بھی کوئی کمال حاصل نہ تھا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دلائل کے ساتھ اور قوت تجربہ کے نتیجہ میں ہمارے سامنے

زندہ خدا کو پیش کیا

اور ہمارے رب نے محض اپنے فضل سے ہزاروں احمدیوں کو اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دیا۔ وہ معجزات اور وہ قادرانہ امور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے پیش کئے ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہے جیسا کہ خود آپ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔ لیکن وہ معجزات جو ہمارے پیارے

رب نے محض اپنے پیار اور فضل کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو بحیثیت جماعت اور مختلف افراد جماعت کو بحیثیت افراد دیئے۔ وہ (معجزات) بھی لاکھوں سے کم نہیں۔
پھر جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

ابتدائی تاریخ

سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ چونکہ آپ ہر وقت عبادت اور ذکر میں مشغول رہتے تھے اور آپ کا خاندان چونکہ بڑا ہی دنیا دار تھا۔ خاندان کے لوگ سمجھتے تھے کہ ہمارا یہ لڑکا (مسیح موعود علیہ السلام) کسی کام کا نہیں۔ نہ اس میں جائداد سنبھالنے کی قابلیت اور نہ خاندان کی عزت اور ترقی اس کے ساتھ وابستہ ہوگی۔ وہ دنیا دار تھے اس لئے

دنیوی خیالات کے تیر

چلا رہے تھے۔ ان کو کیا پتہ تھا کہ یہ بچہ کہاں تک پہنچنے والا ہے۔ آپ ہر وقت ذکر الٰہی نمازوں اور دوسرے نیک کاموں میں مشغول رہتے تھے قادیان میں بھی بہت کم لوگ آپ سے واقف تھے۔ ضلع گورداسپور میں جو چھوٹا سا ضلع تھا اور سارے ملک کے لحاظ سے اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ اس میں بھی "گنتی" کے چند آدمیوں کے علاوہ آپ کو کوئی نہ جانتا تھا۔ باقی دنیا کا تو کہنا ہی کیا؟ اس کو تو قطعاً آپ کے متعلق کوئی واقفیت نہ تھی۔ یہ حال آج سے ستر پچھتر سال پہلے کا ہے۔
اور

آج وہ دن ہے

کہ دنیا کے تقریباً ہر ملک میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ پیدا کر دیئے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انتہائی محبت اور عقیدت رکھتے ہیں جو اسلام کے فدائی ہیں۔ جو قرآن کریم کے نور سے منور ہیں۔ جو توحید خالص پر قائم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ وقت سے پہلے آئندہ کی خبریں دیتا ہے اس وقت ایسے ہزارہا احمدی افریقہ، امریکہ اور یورپ میں موجود ہیں۔
ابھی چند دن ہوئے مجھے گیمبیا کے مبلغ مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی نے لکھا۔ (اس ملک کے گورنر جنرل احمدی ہیں) کہ یہاں

گیمبیا ایک حبشی باشندہ

چند سال سے احمدی ہے بہت مخلص ہے اور تہجد کے نوافل ادا کرنے کے لئے اکثر مسجد میں آتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا اتنا فضل ہے کہ وہ کثرت سے سچی خوابیں دیکھتا ہے وہ غریب انسان ہے اور دنیا داروں کی نظر میں اس کی کوئی قدر نہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اور اسلام کی برکات کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے فیضان سے اس کو بھی حصہ ملا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کثرت سے اُسے سچی خوابیں دکھاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے مبلغ نے

ایک دو مثالیں بھی لکھی ہیں

ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ یہ شخص بے روزگار تھا۔ اس نے خواب دیکھی کہ میں نوکر ہوگیا ہوں سولہ پونڈ ماہوار پر۔ صرف یہی نہیں دیکھا کہ نوکر ہوگیا ہوں بلکہ خواب میں یہ بھی دیکھا کہ ماہوار تنخواہ سولہ پونڈ ہوگی۔ اب یہ خواب اس نے مجھے بتا دی۔ ابھی دن ان نہیں گزرے تھے کہ اسے سولہ پونڈ ماہوار کی نوکری مل گئی۔ لیکن اس سے بھی ایک عجیب خواب اس نے یہ دیکھی کہ گیمبیا کے پرائم منسٹر نے اپنے گلے میں ایک بڑا سا پتھر باندھ کر سمندر میں چھلانگ لگا دی ہے۔

یہ خواب ایسی ہے

کہ نہ خواب دیکھنے والے کو اس کے متعلق کچھ علم ہے اور نہ ہی مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی کو کوئی پتہ (کہ ان کو بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا تھا) یہ خواب مولوی صاحب نے وہاں کے گورنر کو جو احمدی ہے اور جماعت کا پریذیڈنٹ بھی ہے بتائی۔
اس پر گورنر صاحب نے کہا کہ ہاں پرائم منسٹر کچھ پریشان ہے لیکن پوری بات انہیں نہیں بتائی۔ البتہ پرائم منسٹر کے مفصل حالات لکھے تھے اور درخواست کی کہ میں اس کے لئے دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی کو دور کرے۔
پرائم منسٹر احمدی نہیں لیکن ہمارے گورنر جنرل کی تبلیغ سے ہی وہ مسلمان ہوئے تھے۔
تو الحاج کو پتہ ہے کہ اس کی پریشانی کیا ہے۔ خود پرائم منسٹر کو پتہ ہے کہ اس کی پریشانی کیا ہے ممکن ہے اس کے کسی اور دوست کو بھی پتہ ہو لیکن

یہ یقینی بات ہے

کہ نہ خواب دیکھنے والے کو پتہ ہے کہ وہ پریشانی کیا ہے اور نہ خواب لکھنے والے کو علم ہے کہ کونسی پریشانی ہے اور کونسا پتھر ہے جو اس کے گلے میں لٹکا ہوا ہے اور کون سا سمندر ہے جس میں اس نے چھلانگ لگا دی ہے۔
تو یہ بات ثابت کرتی ہے کہ یہ خواب اُسے اس کے نفس نے نہیں دکھائی بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج کر یہ خواب اسے دکھائی۔ نہ خواب دیکھتے وقت ان حالات کا اسے علم تھا۔ نہ ہی اب تک کچھ پتہ ہے۔ حالانکہ خواب دیکھے ہوئے مہینہ ڈیڑھ مہینہ ہوگیا ہے۔
سو

اس قسم کی مثالیں

ایک دو نہیں، ہمارے پاکستان میں بھی ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہیں۔ شاید اس سے بھی زیادہ ہوں۔ پھر اس قسم کی مثالیں صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں بلکہ امریکہ کے حبشی جن کو اس وقت تنگ کیا جارہا ہے افریقہ کے حبشی جن پر دنیا ظلم کرتی آئی ہے۔ جن کو دنیا زبردستی پکڑ کے منڈیوں میں بیچتی چلی آئی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نگاہ میں آزاد کر رہا ہے اور انہیں

سچی خوابیں، مکاشفات اور الہامات

ہونے شروع ہوگئے ہیں بہت سارے ملہم ہیں۔ سچی خوابیں دیکھنے والے کثرت سے رؤیا دیکھنے والے ان کو اللہ تعالیٰ نے وقت سے پہلے بہت عجیب نظارے دکھائے پھر نامساعد حالات میں دکھائے لیکن اللہ تعالیٰ نے حالات بدل دیئے اس کے ہاتھ میں ہر چیز ہے جو پہلے بتایا تھا ویسا ہی کر دیا۔ اور یہ چیز وہ ہے جس کے نتیجہ میں ان لوگوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے انتہا محبت پائی جاتی ہے۔ اور

یہی وہ چیز ہے

جس کے نتیجہ میں لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہوتے جارہے ہیں۔ اور قرآن کریم کی وہ قدر کرتے ہیں جیسا کہ اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ وہ خدا کے سوا کسی کے آگے نہیں جھکتے کیونکہ زندہ خدا اپنی زندہ طاقتوں اور زندہ قدرتوں کے ساتھ ان پر جلوہ گر ہو رہا ہے اور اس لئے ہو رہا ہے کہ ان کے پاس اسلام کی سچی تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے پہنچی۔ ایک تو یہ بنیادی چیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو دی

دوسری بنیادی چیز

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو دی وہ زندہ رسول ہے۔ لوگ یہ سمجھنے لگ گئے تھے کہ نعوذ باللہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابتر ہیں۔ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں یعنی آپ کے ہاں جتنے بیٹے ہوئے سارے کے سارے چھوٹی عمر میں فوت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کو دیکھ کر اور فنا فی اللہ کے مقام پر نظر کرتے ہوئے آپ کو وعدہ دیا انا اعطینٰک الکوثر کہ بے شک جسمانی نرینہ اولاد نہیں رہی لیکن

روحانی اولاد ہم تجھے اس کثرت سے دیں گے

کہ دنیا کا کوئی نبی تیرا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ حتیٰ کہ اگر دنیا کے تمام انبیاء کی روحانی اولاد کو اکٹھا کر دیا جائے تو بھی آپ کی روحانی اولاد زیادہ ہوگی۔ اسی مقام کی وجہ سے آپ کو خاتم النبیین کا لقب ملا۔
لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت لوگ یہ سمجھنے لگے تھے کہ جسمانی اولاد تو آپ کی ہے نہیں۔ آپ کی کوئی روحانی اولاد بھی نہیں جو آپ کے فیوض سے فیض حاصل کرتے اور رفیع روحانی مقام

حاصل کر سکے اور جن سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہو اور جنہیں قبولیتِ دعا کا نشان دیا جاتا ہے۔

تو یہ لوگ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دراصل زندہ نبی نہیں مانتے۔ بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے فیوض آپ کے زمانہ میں ہی ختم ہو گئے تھے آگے جاری نہیں رہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایسا نہیں اور ہرگز نہیں :

ہمارا رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایک زندہ رسول ہے

اس کے فیوض، اس کی روحانیت اور اس کی قوت قدسیہ جس طرح پہلے تھی اب بھی ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ چنانچہ جو برکات آپ کے ذریعہ سے لوگوں نے حاصل کیں وہ اب بھی حاصل کی جا سکتی ہیں اور میں اس بات کا زندہ گواہ ہوں۔ میں اپنی زندگی اور دلائل سے ثابت کر سکتا ہوں اور نمونہ سے بتا سکتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک زندہ وجود ہے۔ چنانچہ آپ پر کثرت سے درود پڑھنے کی وجہ سے انسان پر اللہ تعالیٰ کی بڑی برکات نازل ہوتی ہیں (جماعت کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے!)

میں نے چند سال ہوئے جماعت کو

درود پڑھنے کی طرف توجہ دلائی تھی

تو میرے پاس بیسیوں خطوط آئے کہ ہم نے جو تین سو دفعہ روزانہ درود پڑھا تو اس کے نتیجہ میں ہم پر ایسی برکات نازل ہوئی ہیں کہ ہم صرف اس مدت معینہ میں ہی نہیں بلکہ آئندہ ساری عمر میں ہی روزانہ تین سو دفعہ درود پڑھا کریں گے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے رسول کو ایک زندہ رسول کی حیثیت میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اور ہمارے دلوں میں یہ بات گاڑ دی کہ یہ رسول ایسا انسان نہیں کہ جس پر روحانی طور پر کبھی موت یا فنا آسکتی ہے بلکہ اس کو قیامت تک زندہ رکھا جائے گا۔ اور آپ کے روحانی فیوض جاری رہیں گے۔

تیسری چیز

جو بنیادی طور پر آپ نے جماعت کے ہاتھ میں دی وہ زندہ کتاب تھی مسلمان کہلانے والے قرآن کریم کو زندہ کتاب نہیں سمجھتے تھے کیونکہ وہ کہتے تھے کہ جو پہلوں نے جو تفسیر لکھ دی بس وہی ٹھیک ہے۔ اب قرآن کریم کے خزانے ختم ہو گئے اور یہ کتاب مُردہ ہو گئی ہے جیسے کسی نہر کا سارا پانی نکال لیا جائے تو کوئی اسے "نہر جاری" نہیں کہے گا۔ جب نہر کا سارا پانی نکل جائے وہ خشک ہو جاتی ہے۔

پس جب

قرآن کریم کے تمام علوم

پہلوں نے نکال لئے تو وہ خشک ہو گیا زندہ نہیں رہا۔ پانی نہیں رہا۔ گویا وہ نہر کسی کو فائدہ پہنچانے والی نہ رہی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے قرآن کریم کے علوم اس کثرت سے دیئے گئے ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ایک عیسائی نے اعتراض کیا کہ جب توحید وغیرہ تورات میں پائی جاتی ہے تو قرآن کریم کی کیا ضرورت تھی؟ حضور علیہ السلام نے اسے جواب دیا کہ قرآن کریم کو تو تم ذکر چھوڑ دو یہ تو ایک بڑی کتاب ہے قرآن کریم کے شروع میں ایک مختصر سی سورۃ ہے جس کی کل سات آیتیں ہیں۔ اس کا نام سورۃ فاتحہ ہے اور ہم اسے ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔ اس سورۃ فاتحہ میں اتنے علوم ہیں کہ تم اپنی تمام الہامی کتب میں سے وہ علوم نہیں نکال سکتے۔ اگر تم نکال سکو تو میں سمجھوں گا کہ قرآن کریم کی کوئی ضرورت نہیں۔ باقی قرآن بہت بڑی کتاب ہے۔ اس کے علوم تک تو تمہارا تخیل بھی نہیں پہنچ سکتا

چنانچہ اس چیلنج کو دیئے پچاس ساٹھ سال ہو چکے ہیں اور اس چیلنج کے قبول کرنے والے کو حضور علیہ السلام نے پانچ سو روپیہ دینے کا وعدہ بھی کیا لیکن کسی عیسائی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اس چیلنج کو قبول کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ کی جو تفسیر فرمائی ہے اردو میں پائی جاتی ہے چیلنج قبول کرنے سے پہلے چیلنج قبول کرنے والے کو وہ پڑھنی چاہیئے

لیکن وہ دوسرے لوگوں سے بعض مطالب سن کر ہی اس نتیجہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ اس طرف آنا چاہیئے۔ اب میں نے پانچ سو روپے سے بڑھا کر انعام کی رقم دس ہزار روپیہ کر دی ہے لیکن سوائے ایک دو دیسی پادریوں کے اور کوئی اس چیلنج کے متعلق بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکا۔

جو بولے وہ بھی ایسے پادری تھے کہ دنیائے عیسائیت میں ان کو کوئی خاص مقام حاصل نہیں اور انہوں نے جو لکھا وہ بھی طفلانہ بیان ہے۔

چیلنج یہ تھا

کہ جو مطالب اور مضامین سورۃ فاتحہ میں پائے جاتے ہیں۔ وہ کوئی عیسائی اپنی تمام الہامی کتب سے نکال کر دکھا دے۔ اگر کوئی ایسا کر دکھائے تو ہم سمجھیں گے کہ اس نے اسلام کا کچھ مقابلہ کر لیا ہے۔ اور ہم اسے انعام دے دیں گے۔

لیکن بجائے اس کے کہ وہ ہم سے یہ پوچھتے کہ آپ نے مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج کو دہرایا ہے اور پانچ سو روپیہ انعام کو پچاس ہزار روپیہ میں بدل دیا ہے اگر وہ مضامین کون سے ہیں جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئے ہیں تاکہ وہی یا اس سے بہتر مضامین بائبل سے نکال کر دکھائے جائیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہمیں آپ کا چیلنج منظور ہے۔ لیجئے جواب یہ ہے۔ کہ حمد کا لفظ بائیبل کی فلاں کتاب کے فلاں باب کی فلاں آیت میں پایا جاتا ہے

پھر لکھا کہ لفظ رب بائیبل کی فلاں کتاب اور فلاں باب اور فلاں آیت موجود ہے اور تمام جہان کا فقرہ فلاں آیت میں پایا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور کہا کہ چونکہ ہم نے چیلنج منظور کر کے اس کا جواب دے دیا ہے۔ حالانکہ

ہمارا چیلنج یہ تھا ہی نہیں

پھر یہ الفاظ پتہ ہے پائے کہاں جاتے ہیں؟ اصلی بائیبل میں نہیں بلکہ بائیبل کے اردو ترجمہ میں۔ اور یہ احمقانہ بات ہوتی اگر کوئی شخص یہ کہتا کہ تم سورہ فاتحہ کے الفاظ بائیبل سے نکال کر دکھاؤ جس کی زبان عربی نہیں جیسے میں کہوں "نکال دو" پنجابی میں کہتے ہیں "کڈھ دیو" یہ تم اگر عبرانی زبان سے نکال دو۔ تو تمہیں انعام دیں گے تو یہ پنجابی کا لفظ عبرانی سے کیسے نکل آئے گا۔ یہ تو ہم نے چیلنج ہی نہیں دیا تھا۔ چیلنج یہ تھا کہ جو مضامین اور مطالب سورۃ فاتحہ میں پائے جاتے ہیں وہ ہمیں بائیبل سے نکال کر دکھاؤ۔

تم خود کہتے ہو

کہ پہلے ان کتابوں کا ترجمہ انگریزی میں ہوا اور پھر اردو میں ہوا اور جب اردو میں ترجمہ ہوا۔ تو بہت سے مسلمان عیسائی ہو چکے تھے اور وہ قرآن کریم کی زبان اور اس کے محاوروں سے متاثر تھے جب ترجمہ ہوا تو انہوں نے انہی الفاظ کو نقل کرنا شروع کر دیا۔ تو اس نقل کے بعد اب کہتے ہیں کہ یہ لفظ بائیبل میں ہیں۔ بائیبل کے اردو ترجمہ میں پائے جاتے ہیں۔

تو خود ایک پادری کا ایسا جواب دینا بتاتا ہے کہ ان مضامین کا بائیبل میں پایا جانا تو کجا بائیبل کے پڑھنے والوں کے تخیل سے بھی وہ مضامین باہر ہیں۔ اسی لئے ان کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ کہیں کہ بتایئے وہ کون سے مضامین ہیں جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئے ہیں۔

مجھے جب پتہ چلا

کہ بعض پادری ہمارا یہ چیلنج قبول کرنے کے لئے تیار ہیں تو میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جہاں جہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر کی ہے پوری سورۃ کی یا اس کی کسی آیت کی۔ وہ اکٹھی کر لی جائے۔ تاکہ جب وہ ہمارا چیلنج قبول کریں اور ہم سے سورۃ فاتحہ کے ان مضامین اور مطالب کا مطالبہ کریں جو اس میں بیان ہوئے ہیں تاکہ ان کے مقابل ویسے ہی مضامین بائیبل سے نکال کر دکھائے جائیں تو وہ اکٹھے ہی ان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تفسیر سورہ فاتحہ کو اکٹھا کیا جائے تو دو تین ہزار صفحہ کی کتاب بنے گی۔ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اور

نئے نئے مضامین نکلتے رہتے ہیں

تو جو نئی باتیں ہیں سمجھ آئیں وہ بھی ہم ان میں زائد کر دیں گے۔ اور پھر ان سے کہیں گے کہ یہ ہیں سورۃ فاتحہ کے مضامین!!! اگر یہ مضامین تم سارا بائیبل سے نکال دو تو ہم سمجھیں گے کہ تم کامیاب ہو گئے۔ اور تمہیں فوراً پیسے دیدیئے جائیں گے۔

لیکن بجائے اس کے کہ وہ چیلنج کو اپنے صحیح رنگ میں سمجھتے اور پھر اسے قبول کرتے انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ سورۃ فاتحہ کا فلاں لفظ بائیبل کے اردو ترجمہ میں فلاں جگہ پایا جاتا ہے اور فلاں لفظ فلاں جگہ۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ سورہ فاتحہ بائیبل میں پائی جاتی ہے تو

یہ تو ایک طفلانہ جواب ہے

جسے سمجھدار پادری بھی قبول نہ کریں گے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک زندہ کتاب ہمارے سامنے رکھی اور فرمایا کہ قرآن کریم کے علوم پیچھے ہی نہیں رہ گئے بلکہ قیامت تک کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے مواد اس میں موجود ہیں۔ علمی لحاظ سے کوئی الجھن پیش آئے کوئی مشکل مسئلہ ہو قرآن کریم پر غور کریں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اس کا یہ مطلب ہے اور باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے) خدا تعالیٰ کی توحید کے ثبوت میں اور قرآن کریم کی صداقت کے ثبوت میں اور قرآن کریم کی صداقت کے ثبوت میں اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے شمار دلائل اور براہین پیش کئے ہیں پھر بھی آپ نے یہ نہیں کہا کہ قرآنی علوم کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ بلکہ فرمایا کہ غور کرو۔ تدبر کرو۔ بار بار پڑھو۔ اور دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں قرآن کریم کے علوم سے منور کرے وہ نئے سے نئے مضامین تمہیں سکھاتا چلا جائے گا۔

قرآن ایک ایسا خزانہ ہے

جو نہ ختم ہونے والا ہے اور اتنا قیمتی خزانہ ہے کہ اگر انسان کے دل میں واقعی نور ہو۔ اور اس کے دماغ میں فراست ہو تو اس کے ایک ایک موتی کی کوئی قیمت نہیں ڈالی جا سکتی۔ اس کے مقابلہ میں دنیا کے جواہرات بالکل لاشئ ہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔ (ادعونی استجب لکم) کہ تم دعا کرو میں تمہیں دوں گا۔ اب یہ ایک مضمون ہے!! جو بیان ہوا ہے۔ کونسا ہیرا ہے جو اس سے زیادہ قیمتی ہو جس سے کہ آپ کی ضرورتیں بھی پوری ہوتی رہیں آپ کی اولاد کی بھی پوری ہوتی رہیں۔ آپ اسے خرچ بھی کرتے رہیں اور ختم بھی نہ ہو۔ بلکہ آگے سے بھی بڑھتا چلا جائے۔ دنیا کا کوئی ہیرا ایسا نہیں جسے استعمال بھی کیا جائے اور وہ پہلے سے بھی زیادہ ہو جائے دنیا کا کوئی مالی ایسا نہیں (میرے جواہرات ہوں یا کچھ اور منتم کا مالی ہو) لیکن ادعونی استجب لکم قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی آیت ایسی کہ ساری دنیا کے مالی اس سے کم قیمتی ہیں۔ کیونکہ دعا کے نتیجہ میں جو فضل جسمانی اور روحانی آسمانوں سے نازل ہوتے ہیں سچے دل کی دعا اور عاجزی وتضرع کے ساتھ وہ دنیا داروں کو دنیا کی تمام دولت خرچ کر کے بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔

پس آپ کو اس کتاب کی قدر کرنی چاہیئے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

ہم نے احمدیت کی وجہ سے ساری دنیا کی ناراضگی مول لی ہے اور احمدیت ہمیں سکھاتی ہے کہ قرآن کریم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور اس کی برکات سے مستفیض ہوں ورنہ ہماری مثال اس شخص کی طرح ہوگی کہ کہتے ہیں کہ ایک شخص گھر سے پیسے لے کر بازار جا رہا تھا کسی نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ کہنے لگا بازار جا رہا ہوں تا وہاں جا کر گدھا خرید وں۔ اس نے کہا انشاء اللہ کہو۔ اس نے جواب دیا کہ پیسے میری جیب میں ہیں گدھا بازار میں موجود ہے۔ انشاء اللہ کہنے کی کیا ضرورت ہے میں پیسے ادا کر کے گدھا خرید لوں گا۔

جب وہ بازار پہنچا تو کسی نے اس کے پیسے چرا لئے۔ بڑا حیران و پریشان ہوا۔ اس وقت اسے خیال آیا۔ کہ چونکہ میں نے اپنے دوست کے کہنے پر انشاء اللہ نہیں کہا تھا اس لئے مجھے یہ سزا ملی ہے اگر میں انشاء اللہ کہتا تو میرے پیسے چوری نہ ہوتے اور مجھے یہ نقصان اور پریشانی لاحق نہ ہوتی

اسی پریشانی میں وہ واپس آ رہا تھا تو کسی نے پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ کہنے لگا بازار سے آیا ہوں انشاء اللہ۔ بازار میں گیا تھا انشاء اللہ مگر پیسے چوری ہو گئے انشاء اللہ میں گدھا نہیں خرید سکا انشاء اللہ اب خالی ہاتھ لوٹ آیا ہوں انشاء اللہ۔

اسی طرح آگ میں پڑ کے اور دنیا کی گرمی اور ناراضگی مول لینے کے بعد بھی ہم نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو ہم سا بدقسمت کوئی نہ ہوگا۔

تو یہ تین چیزیں یا یہ تین زندگیاں

یہ تین طاقتیں ھیں

جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں متعارف کیا۔ اور جن کے متعلق ہمارے دل میں پختہ یقین پیدا کیا۔ وہ یہ کہ قرآن کریم زندہ کتاب ہے۔ وہ یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ہیں وہ یہ کہ ہمارا خدا جس نے قرآن کریم نازل کیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا وہ زندہ خدا زندہ طاقتوں والا اور زندہ قدرتوں والا خدا ہے۔

ان تین زندگیوں سے وابستہ ہو جانے کے بعد کسی احمدی میں کسی قسم کی مردنی نظر نہیں آنی چاہیئے

زندہ خدا پر ایمان لانے والے

زندہ کتاب کو پڑھنے والے زندہ رسول سے پیار کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آنے والے کسی فرد میں مردنی نہیں پائی جانی چاہیئے۔ نہ دینی لحاظ سے نہ دنیوی لحاظ سے دینی لحاظ سے صرف ایک ظاہر ہوتے ہیں۔ اسے صرف سن لینے سے تو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ زندہ قرآن کو سیکھنے سے تو اس کی زندگی اور نور سے حصہ نہیں مل سکتا۔ جب تک اسے پڑھیں نہ۔ جب تک ان راہوں کو اختیار نہ کریں تقویٰ کی جو راہیں قرآن کریم نے بیان کی ہیں۔ خالی کہہ دینا کہ یہ کتاب زندہ ہے کسی شخص کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اس کے لئے

عمل چاہیئے عمل چاہیئے عمل چاہیئے

اسی طرح ایک طرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعوےٰ اور دوسری طرف آپ کے اسوہ کو چھوڑ دینا۔ ان دونوں باتوں میں اتنا تضاد ہے کہ کوئی عقلمند اس سے متاثر نہیں ہو سکتا پس یہ کہنا اور دعوےٰ کرنا کہ ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے لیکن ساتھ ہی آپ کی زندگی کے طریق اور اسوہ کو اختیار نہ کرنا جب لوگ یہ دو متضاد باتیں دیکھیں گے تو احمق یا منافق سمجھیں گے کہ دعوےٰ کچھ ہے۔ اور عمل کچھ ہے۔ یاد رکھیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ اسوہ نہ تھا کہ حلال ذرائع سے کمایا نہ جائے۔ بلکہ یہ تھا حلال کمائی نیکی کی راہ میں خرچ کی جائے۔

یہی بڑا فرق ہے

ایک سچے مسلمان اور ایک دہریہ کمیونسٹ کے درمیان! کمیونسٹ ملکوں نے کمانے پر پابندیاں لگا رکھی ہیں اور یہ پابندیاں لگا کر انسان کی بہت سی طاقتوں اور قوتوں کو کچل دیا ہے یہ صحیح ہے کہ اسلام ناجائز کمائی کی اجازت نہیں دیتا لیکن وہ یہ ضرور کہتا ہے کہ جائز ذرائع سے جتنا چاہو کماؤ تم پر کوئی پابندی نہیں ہاں کمانے کے بعد جب کوٹھے بھر جائیں اور سونے چاندی کے ڈھیر لگ جائیں تو خرچ کرنے کا وقت آئے تو اسلام کہتا ہے کہ فلاں فلاں

کاموں پر خرچ نہیں کرنا

ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔ شادی بیاہ میں ناچ گانے نہ کروانا۔ کیونکہ یہ تمہارے خدا کو پیارے نہیں۔ سب کسی رشتہ دار کی وفات ہو جائے تو ناجائز غلط اور غیر مسنون طریق سے اسے ثواب پہنچانے کی کوشش نہ کرنا۔ ہاں جو جسمانی اور نیکی کا کام ہے۔ اس پر بے شک خرچ کرو۔

تو اللہ تعالیٰ نے خرچ کی راہوں کو متعین اور محدود کر کے بالکل واضح کر دیا ہے اور جو غلط طریقے ہیں۔ ان کی بھی وضاحت کر دی ہے۔

بعض غلط رسوم اور رواج

پھر بعض جماعتوں میں گھس رہے ہیں۔ گندی رسموں اور گندے رواجوں کے دروازے بند ہونے چاہیئیں ورنہ ہمارا یہ دعوےٰ غلط ہوگا کہ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ جو طریق شادی بیاہ، موت اور فوت اور دوسرے ملنے والوں نہیں یا عورتوں پر بلا نے کے، وہ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا۔

اگر ہمارے دلوں میں آپ کی محبت ہوگی تو وہی طریق ہم بھی اختیار کریں گے۔
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک طریق شروع سے لے کر آخر تک یہ اختیار کیا کہ آپ کے ہاتھ سے کسی ایک شخص کو بھی دکھ نہیں پہنچا۔ یعنی آپ نے کبھی ایسا راستہ اختیار نہیں کیا اور آپ کی زندگی میں اس کی کوئی ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ کسی شخص کو آپ کے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو اور وہ اس کا مستحق نہ ہو۔ اس کے مقابلہ میں ہزارہا انسان ایسے ہیں جن کا یہ حق بنتا تھا کہ ان کو کوئی تکلیف پہنچائی جاتی اور سزا دی جاتی۔ مگر آپ نے ان کو معاف کر دیا۔ چنانچہ

فتح مکہ کے موقع پر

وہ سرداران کفر جن کو اللہ تعالیٰ کی مشیت نے میدان جنگ میں قتل ہونے سے بچا لیا تھا انہیں سزائے موت نہیں دی گئی حالانکہ ان میں سے ہر ایک سمجھتا تھا کہ آج میری موت دروازہ پر کھڑی ہے۔ لیکن آپ (صلعم) نے اعلان فرما دیا کہ جاؤ، تم سب کو معاف کر دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ان میں سے اکثر ایسے تھے۔ جنہوں نے سمجھ لیا کہ

تیرہ سال دکھ اٹھانے کے بعد

طاقت ملنے پر جو شخص اس فراخ دلی سے معافی دیتا ہے۔ وہ عام انسان نہیں۔ وہ فرشتوں سے بھی بلند ہے اور واقع میں اس کا خدا سے تعلق ہے

مال دینے میں بے مثال قائم کی

کہ ایک شخص اکیلا آپ کے پاس آیا اس کا قبیلہ سخاوت میں بہت مشہور تھا۔ اس نے آپ کو پکارا اور نام لے کر کہا مجھے مال کی ضرورت ہے۔ مال دیجیے۔ جہاں آپ کھڑے تھے۔ وہاں سامنے وادی تھی اور تمام وادی جانوروں سے بھری ہوئی تھی۔ آپ نے اسے فرمایا کہ اس وادی میں جتنے جانور ہیں ہانک کے لے جاؤ۔ تمہیں دیئے۔

وہ مبہوت سا ہو گیا۔ اس نے خیال کیا کہ شاید میں نے آپ کی بات ٹھیک سے نہیں سنی۔ یا میں آپ کی بات کو سمجھا نہیں ہوں۔ اس نے پوچھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!! آپ نے فرمایا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ تمام جانور جو تمہیں وادی میں نظر آرہے ہیں ہانک لے جاؤ۔ اس پر وہ سارے جانور لے گیا۔ اور گھر جا کر اس نے اپنے قبیلے کو اکٹھا کیا۔ اور یہ سارا واقعہ ان کے سامنے بیان کیا۔ پھر اس نے کہا کہ جو شخص ساری وادی کے جانور میرے جیسے پر دے رہا ہے۔ وہ دنیا سے تعلق نہیں رکھتا۔ دنیا دار تو سوچتا ہے کہ میں نے یہ سارے جانور دے دیئے تو اور کہاں سے آئیں گے۔

پس اس نے اپنے قبیلے کو سمجھایا کہ یہ سخاوت الٰہی سخاوت ہے کہ ان حالات میں ایسی سخاوت صرف وہ شخص کر سکتا ہے۔ جو

خدائے واحد پر پورا بھروسہ

اور پورا یقین رکھتا ہو اس لئے تم سب ایمان لاؤ کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اس پر وہ سب ایمان لے آئے۔ دیکھو! یہ عقلی دلیل پیش کر کے اس نے ان سب کو مسلمان بنا لیا۔

پس مال کے خرچ کرنے پر پابندیاں ہیں اور خرچ کی صحیح راہیں بتا دی گئی ہیں۔ حلال طریق پر مال کمانے پر کوئی پابندی نہیں جس طرح خرچ کرنا چاہیئے کمائیے۔ اس واسطے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہر احمدی زمیندار (زمیندار) اتنے دانے پیدا کرے کہ کوئی غیر اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔

اور آپ ہر احمدی [illegible] زمیندار ہی ایسا کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ دو چیزوں کا خیال رکھیں

نسخہ میں بتا دیتا ہوں

نسخہ یہ ہے آپ دیکھیں۔ ایک یہ کہ نیت کر لیں کہ آپ کی جو زائد پیداوار [illegible] آپ خدا کی راہ میں خرچ کر دیں گے اور دوسرے [illegible] آپ اپنی [illegible] پر [illegible] ہوں تو سوائے خدا کے کسی اور

کو یاد نہ کریں۔ سوائے اس رب کے کسی پر بھروسہ نہ رکھیں۔ اور ہل چلاتے ہوئے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی خلفاء محمد وعلی عبدک المسیح الموعود وغیرہ دیگر دعائیں کرتے جائیں تو

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں

کہ آپ کے ہل میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جس طرح دوسری صورت میں زمین میں ہل چلے گا۔ اس صورت میں بھی ہل چلے گا۔ لیکن زمین کی روئیدگی بڑھ جائے گی۔ اس کی فصل پہلے کی نسبت زیادہ ہو جائے گی

اللہ تعالیٰ بڑی طاقتوں والا ہے اور میں نے بتایا ہے کہ

ہمارا تعلق زندہ خدا سے ہے

وہ تو زمین کو حکم دیتا ہے کہ زیادہ اگا تو وہ زیادہ اگانے لگ جاتی ہے۔ ابھی پچھلے سال میں نے وہاں ربوہ میں بیس بائیس ایکڑ میں منجی لگوائی ہمارے ربوہ کے ارد گرد کی زمینیں بڑی خراب ہیں۔ جن لوگوں کے پاس پہلے وہ زمین تھی۔ ان کی آمدنی ایکڑ آٹھ دس من تھی۔ ہم نے زمین بھی بہت دیر کے بعد لی۔ اور وقت بھی بڑا تنگ ہو گیا تھا جیسے پنجابی میں پچھیتا کہتے ہیں منجی لگوائی۔ میں ہفتہ میں وہاں ایک آدھ دفعہ جاتا تھا اور دعا کرتا رہتا تھا کہ خدایا! میں نے یہ کام شروع کیا ہے تو ہی اس میں برکت ڈال!

پھر یہ بھی کہ جب اندھیری آتی، جھکڑ چلتا یا زیادہ بارش ہوتی تو میرے دل میں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوتی تھی۔ میں کہتا تھا کہ جو خدا تعالیٰ نے دیا ہے وہی ٹھیک ہے اگر وہ کم دینا چاہے تو ہم کوئی شکوہ و شکایت نہیں کر سکتے

ہمارا کام صرف یہ ہے

کہ پوری محنت سے کام لیں اور زیادہ سے زیادہ دعا کریں پھر جو نتیجہ نکلے ہم خوش۔ اچھا نتیجہ نکلے تب بھی ہم خوش۔ ہماری مرضی کے مطابق نہ نکلے تب بھی خوش کیونکہ ہماری مرضی ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہی پوری ہوتی ہے۔ میرے

اس توکل اور دعا کا نتیجہ یہ ہوا۔

کہ اس میں سے بجائے آٹھ دس من کے باشیر چھبیس من فی ایکڑ اوسط نکلی بہت سی زمین میں نے خود کاشت کروائی تھی۔ لیکن دو چار ہزار خرچ تھے وہ نکلے۔ مگر گو پچھلے سال جو ہمارا کل مجموعی منافع تھا اس سے زیادہ ہمیں اب ایک ایک ایکڑ سے مل رہا ہے۔ اس سال بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہم

یہ صحیح ہے

اگر اللہ تعالیٰ میرا بھی امتحان لینا چاہتا اور فصل خراب کر دیتا تو اس کی مرضی اور اس کی رضا میں ہی ہماری خوشی ہوتی۔ بعض دفعہ وہ اس طرح امتحان لیتا ہے کہ ژالہ باری ہو جاتی ہے اور فصل [illegible] ہو جاتی ہے کبھی بیماری لگ جاتی ہے۔ اگر ایسی صورت میں ہم اپنے رب سے [illegible] ناراضگی کا اظہار نہ کریں گے بلکہ کہیں گے کہ جو خدا نے کیا وہ ٹھیک ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگلے ایک سال یا دو سال میں خدا تعالیٰ چھینی ہوئی فصل بھی آپ کو واپس کر دے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اگلے سال وہ اس سے بھی زیادہ دے دے کیونکہ سب کچھ اس کے اختیار میں ہے

تو بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنی دین، دی ہوئی عطا واپس لے لیتا ہے۔ لیکن پھر جلد ہی واپس لوٹا دیتا ہے تاکہ اس پر بھروسہ کیا جائے۔ اور اس کے علاوہ کسی دوسرے پر بھروسہ نہ کیا جائے اور انسان توحید پر قائم ہو جائے تو امتحان کے دنوں میں بھی آپ

خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہا کریں

جو ایسا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل سے راضی اور خوش ہوتا ہے اور

ان کا جو نقصان ہوا ہے اکثر اسی دنیا میں پورا کر دیتا ہے۔ لیکن اگر اس دنیا میں پورا نہ بھی ہو اور اس کے عوض میں انسان کو ایک ابدی خوشی حاصل ہو جائے تو یہ کوئی مہنگا سودا نہیں۔ بڑا سستا سودا ہے
تو ایک طرف

ہم نے اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانا ہے

اور قرآن کریم کی اشاعت کے لئے بڑے مجاہدات کرنے ہیں مالی قربانیاں دینی ہیں اور زندگی بھی وقف کرنی ہے۔
دوسری طرف جماعت کو اس وقت جتنے

واقفین کی ضرورت ہے

اتنے نہیں آرہے۔ باہر کا ہر ملک لکھ رہا ہے کہ یہاں لوگ ہماری طرف متوجہ ہو رہے ہیں مبلغ کم ہیں۔ ہماری طرف مبلغ بھجوائیں۔ خود یہاں پاکستان کی ہر جماعت لکھ رہی ہے کہ ہمارے پاس واقف عارضی بھیجیں میں نے مٹھیا آنے کے بعد سب کو تو نہیں بھیجے۔

جب تک جماعت اپنے بچے وقف نہ کرے گی

جب تک وقف عارضی کے لئے لوگ اپنے نام پیش نہ کریں گے اس وقت تک دنیا کی اور جماعت کی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلہ میں ہمیں کسی قسم کی سستی یا غفلت یا بزدلی کا ثبوت نہیں دینا چاہئیے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل تین زندگیوں کے ساتھ ہمارا تعلق قائم ہوا ہے۔
ایک تو حقیقی اور ازلی ابدی زندگی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی زندہ طاقتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ لیکن اس ازلی ابدی زندگی اور حیات سے دو اور زندگیاں نکلیں۔ ایک قرآنی شریعت کی اور دوسری محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ان دو قائم رہنے والی زندگیوں کے ساتھ باندھ دیا ہے تو بنیاد تو خالص اور ہمیشہ ہمیش رہنے والی زندگی ہے اور دوسری دو زندگیاں اس سے جو پھوٹیں تو وہ بھی رہتی دنیا تک قائم ہیں۔ قرآنی تعلیم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض۔ ان کے ساتھ بندھ جانے کے بعد مردہ ہونے کا کیا سوال۔ اور ان کے ساتھ تعلق قائم ہو جانے کے بعد ایک دوسرے کو ستانے اور ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے یا کسی کو دکھ پہنچانے یا اپنے بھائی کو سکھ نہ پہنچانے کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ ہر احمدی کو احمدی کے ساتھ

محبت اور پیار کا سلوک کرنا چاہئیے

اور ہر دوسرے انسان کے ساتھ جو ابھی احمدی نہیں اس رنگ میں تعلق کا اظہار کرنا چاہئیے کہ قرآن کریم کی صحیح تعلیم ان کے سامنے آجائے اور وہ قرآن کریم کی اس تعلیم پر ایمان لانے والے اور اس کی پیروی کرنے والے بن جائیں اور اس سے محروم رہ کر خدا تعالےٰ کی ناراضگی اور اس کی لعنت اور اس کے قہر کو جذب کرنے والے نہ ہوں۔
میں نے بتایا ہے کہ اس وقت دنیا میں ہزاروں لاکھوں انسان ایسے ہیں جن کے ساتھ احمدیت کے طفیل اور اسلام کے صدقے اللہ تعالےٰ اپنے پیار کا اظہار کر رہا ہے

مجھے بہت سی احمدی بہنوں کا علم ہے

جنہیں اللہ تعالےٰ سچی خوابیں۔ رؤیا اور کشوف دکھا رہا ہے جیسے کہ امت کے پہلے بزرگوں کو دکھاتا رہا ہے۔ اور ہزاروں مرد بھی ایسے ہیں۔
تو ہمیں اس مقام قرب کی قدر کرنی چاہئیے۔ اور ہماری یہ کوشش ہونی چاہئیے کہ دنیا میں بھی ہمیں دعا کے نتیجہ میں نیک نیتی اور خلوص کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل اور رحم سے نہ کہ ہماری کسی خوبی کی وجہ سے ہمیں اتنا دے کہ دنیا اس کی وجہ سے بھی ہم پر رشک کرنے لگ جائے اور تبلیغ کی بھی ہمیں اتنی توفیق دے کہ وہ دن جلد آئیں کہ جب اسلام تمام دنیا پر غالب آجائے اور

اللہ تعالےٰ کی خالص توحید

دنیا میں قائم ہو جائے اور بنی نوع انسان خالص توحید پر قائم ہو کر خالص توحید کی برکات سے پوری طرح متمتع ہونا شروع کر دیں۔
آپ کو جو جماعت کی اسٹیٹس پر کام کر رہے ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اخبارات میں بڑا شور ہے کہ ہم نے اب ایسے بیج حاصل کئے ہیں کہ جن سے پچاس من فی ایکڑ گندم فی ایکڑ پیدا ہوگی۔ حکومت کے فارم اگر دو یا تین یا چار سال کے بعد اتنی پیداوار حاصل کریں تو آپ لوگوں کو اپنی محنت اور کوشش اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے ان سے پہلے کامیاب ہو جانا چاہیئے بلکہ ہر ایک احمدی کے ایک ایکڑ سے اتنا غلہ پیدا ہونا چاہیئے۔ پھر وہ لوگ تسلیم کریں گے۔ کہ واقعہ میں

اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی مدد کرتا ہے

ورنہ وہ آپ کے دلی اور کشوف و رؤیا سے جو خدا تعالےٰ کا پیار ظاہر ہوتا ہے اسے نہیں دیکھتے کیونکہ ان کی نگاہ ظاہر بین ہے اگر آپ کی کوشش اس رنگ میں ہو کہ آپ ہل چلاتے ہوئے بھی دعا کر رہے ہوں اور اس کے نتیجہ میں آپ کی زمین دوسرے لوگوں کی زمین کی نسبت زیادہ غلہ پیدا کرے۔ تو وہ حیران ہوں گے اور کہیں گے معلوم نہیں کیا بات ہے ان کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ ضرور کوئی گُر ہے ترقی کا جو ان کو مل گیا ہے۔
میں آپ کے دل میں دنیا کی محبت پیدا نہیں کرنا چاہتا

میں تو یہ چاہتا ہوں

کہ آپ دنیا کمائیں اور دین کی راہ میں قربانیاں دیتے چلے جائیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایک وقت میں اتنی دولت دی تھی کہ آپ اس کا تخیل بھی نہیں کر سکتے۔ مگر ان ایثار پیشہ فدائیوں نے یہ سب دولت خدا تعالےٰ کی راہ میں لٹا دی تھی

میری بھی آپ کے حق میں یہی دعا ہے

کہ خدا کرے کہ دنیا کی دولت آپ کو اتنی ملے کہ دنیا حیران ہو جائے اور خدا کرے کہ آپ اس کی ویسی ہی قدر کریں جیسی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کی تھی اور اخروی انعام کے حصول کی خاطر آپ دنیا کے اموال اس کی راہ میں قربان کر کے دنیا کو ایک دفعہ پھر ورطۂ حیرت میں ڈال دیں۔
اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق بخشے۔ اللّٰھم آمین۔

بدر کیلئے خاص توجہ کی ضرورت

احباب جماعت اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہندوستان کی احمدی جماعتوں کی تربیت اور اصلاح کے لئے مرکز سے صرف ایک ہی اخبار بدر شائع ہوتا ہے جو احباب کی تربیت کے علاوہ مرکزی تحریکات وغیرہ بھی جماعتوں تک پہنچاتا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ واحد اخبار بھی ہمیشہ مالی مشکلات سے دوچار رہتا ہے۔ گذشتہ جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں جماعت کے مخیر احباب نے بدر کی دل کھول کر اعانت فرمائی تھی۔ لیکن امسال اعانت بدر میں بہت کم دوستوں نے حصہ لیا ہے جس سے بدر کے لئے اور بھی مالی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ لہٰذا مبلغین حضرات۔ پریذیڈنٹ صاحبان۔ نیز دیگر عہدیداران جماعت اور ذی اثر جماعت سے گذارش ہے کہ وہ فوری توجہ دے کر بدر کی اعانت اور اس کی خریداری کے لئے پوری جدوجہد فرما کر بدر کی مالی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش فرما دیں۔ ایسے مخیر دوست جو اس کی اعانت فرما سکتے ہوں وہ اس کار خیر میں حصہ داری فرمائیں اور اعانت کی رقوم مرکز بھجوا کر اس سے مطلع فرما دیں۔ خدا تعالےٰ آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے اور جماعت کی روحانی و اخلاقی تربیت کا کام سرانجام دیتا رہے۔ (ایڈیٹر بدر)

موجودہ ملکی و بین الاقوامی مسائل اور مذہب میں اُن کا حل

تقریر مکرم مولوی عبد اللہ صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی حیدر آباد دکن۔ بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان

(۲)

معاشی مسائل

ان مسائل میں سب سے اہم مسئلہ ہماری زرعی پیداوار کا ہے۔ پھر صنعت و حرفت، تجارت، ذرائع حمل و نقل وغیرہ ہیں۔ ہندوستان ایک زراعتی ملک ہے اور اکثریت کا گذارہ کاشتکاری پر ہے لیکن اس کے باوجود ہم غذائی قلت سے دوچار ہیں اور ہماری پیداوار غیر مکتفی ہونے کے باعث بیرونی ملکوں سے غذائی اجناس درآمد کرنے پر مجبور ہیں۔ اس کی مختلف وجوہات ہیں مثلاً ذرائع آب پاشی کی کمی جس کو دور کرنے کے لئے ہمارے آزادی کے بعد سے حکومت نے مسلسل جد و جہد شروع کر دی ہے اور اب تک کئی بڑے بڑے پراجیکٹس تکمیل پا چکے ہیں۔ بھاکرا ننگل پراجیکٹ وغیرہ اس طرح کئی لاکھ ایکڑ زمینیں جو بنجر پڑی ہوئی تھیں ان پراجیکٹس کی بدولت زیر کاشت لائی جا سکیں گی اور اگر زراعت کا دار و مدار محض بارش پر رکھ جائے تو ایسی صورت میں اگر ٹھیک ضرورت کے مطابق اور موزوں اوقات میں بارش ہو گئی تو بہتر ورنہ زراعت کا سرسبز ہونا محال۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت بھی ۵۱ء ۲ من یعنی ۲۵ کروڑ زمین پر کاشتکاری کا انحصار محض مانسونی بارش پر ہے اس کے ماسوا پیداوار کیا خاطر خواہ اضافہ زمین کی زرخیزی، موزوں کھاد کی فراہمی اور سب سے بڑھ کر کسان اور مویشیوں کی کارکردگی پر منحصر ہے اس لئے کہ ایسی زمینیں تو بالعموم دیہات میں اور وہ بھی دور افتادہ مقامات میں ہوتی ہیں۔ جہاں تک پہنچ کر ان کو جوتنا، بونا، وقت پر آب پاشی کرنا، ان کی مناسب دیکھ بھال کرنا اور وقت پر فصل کاٹنا وغیرہ سخت محنت کے متقاضی ہیں۔ بہرحال مختلف حالات اور وجوہات کی بنا پر ہندوستان کی زرعی پیداوار جو انسان اور مویشیوں کے لئے مدد کار ہے ہماری ضروریات کے لئے ناکافی ہو رہی ہے۔ لہٰذا انسانوں کی حد تک اس مسئلہ کو حل کرنے کا ایک طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ آبادی میں جو سرعت سے اضافہ ہو رہا ہے اسے کم کرنے کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کی سکیم رائج کر دی گئی۔ کہیں لوپ لگوا دئے کسانوں کو انجمن امداد باہمی کے ذریعہ قرضوں کی سہولتیں وغیرہ مہیا کی جا رہی ہیں اور ہر قسم کی مشکلات اور رکاوٹوں کو جو زرعی پیداوار کے سلسلے میں پیش آتے ہیں دور کرنے کی ممکنہ کوششیں کی جا رہی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہندوستان میں جتنی زمین ہے وہ فی الحقیقت ہندوستان کی ضروریات کے مطابق غذا اگانے کے لئے کافی ہے یا نہیں۔ اس سوال کا حل صرف مذہب اسلام نے بتایا ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے زمین کے متعلق ارشاد فرمایا ہے وقدر فیھا اقواتھا یعنی زمین پر رہنے والوں کے لئے کھانے پینے کی ہر چیز کو اندازہ کے مطابق بنا دیا ہے۔ لہٰذا یہ تصور کہ زمین انسانی ضروریات کے مطابق غذا پیدا کرنے کے لئے ناکافی ہے صحیح نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ ہم نے زمین میں ایسے سامان پیدا کئے ہیں جن کی وجہ سے وہ حسب ضرورت غذا دے سکتی ہے خواہ زمین سے نکال کر یا نئی غذا کے ایجاد کرنے سے یا آسمانی تنزل کی مدد سے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ اس خصوص میں تحقیقات کی اور کم پیداوار والی زمینیات کو زیادہ سے زیادہ پیداوار اگا سکنے کے قابل بنایا جاسکے۔ قرآن مجید میں ایک اور جگہ جہاں تمثیل کے طور پر ایک بات بیان کی گئی ہے۔ وہاں اس ارشاد باری سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ معیاری پیداوار کیا ہونی چاہیئے۔ فرماتا ہے۔

مثل الذین ینفقون
اموالھم فی سبیل اللہ
کمثل حبۃ انبتت
سبع سنابل فی کل
سنبلۃ مائۃ حبۃ

اس میں پیداوار کا یہ معیار بتایا گیا ہے کہ ایک دانہ سے سات بالیاں اگنی چاہئیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں گویا ایک دانے سے سات سو دانے پیدا ہونے چاہئیں اور اب اگر ہم یہاں کی پیداوار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ابھی اس معیار کا نصف تو ایک طرف رہا چوتھائی کی حد تک بھی ہم نہیں پہنچ سکے۔ مثال کے طور پر چاول کو لیجیئے۔ دھان دو طریق پر بویا جاتا ہے ایک تو دانے بکھیر کر اور جاپانی طریق سے یعنی قطاروں میں پودے بو کر۔ پہلے طریق میں اگر ۴۰ کلوگرام فی ایکڑ دانہ بکھیرا جائے تو اوسطاً ایک ہزار کے جی غلہ ہوتا ہے گویا ۲۵ گنا۔ اور جاپانی طریق پر کاشت کی صورت میں ۱۰۰ تا ۱۵۰ گنا۔ سال گزشتہ آل انڈیا مقابلہ پیداوار میں آندھرا پردیش کے ایک کسان کو دھان کی پیداوار میں انعام اول کا مستحق قرار دیا گیا جس کی فصل فی ایکڑ ۵۲۳۸ کیلوگرام پیدا ہوئی تھی۔ اور بالعموم ۱۵ کے جی ایک ایکڑ میں دانہ ڈالا جاتا ہے۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ جو پیداوار ہوتی وہ ۳۵۰ گنا رہی اور کم و بیش یہی صورت حال گیہوں کی پیداوار کی ہے۔

ناساعد حالات میں غذائی کمی کا حل

اگر کوئی ناساعد حالات پیش آئیں بارش کم ہو، وقت پہ نہ ہو یا اسی طرح اور کوئی غیر معمولی حادثات رونما ہو جائیں اور غذائی پیداوار میں کمی سے دوچار ہونا پڑے تو اس کا حل بھی قرآن مجید میں موجود ہے فرمایا کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین یعنی ضرورت کے مطابق کھانے پینے پر صرف کرو اور اسراف سے بچو یعنی فاضل پیداوار فضول طور پر خرچ نہ کرو بلکہ ایسے ناساعد حالات میں کام آنے کی غرض سے بچا رکھو۔ اگر فضول خرچی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی تائید و نصرت سے محروم ہو جاؤ گے۔ ایک اور جگہ فرمایا یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا یہاں عالم انسانیت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اے انسانو جو کچھ زمین میں ہے اس سے حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ فرمایا احل لکم الطیبات تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال ہیں۔ پاکیزہ سے مراد ایسی اشیاء ہیں جو صحت اور اخلاق پر برے اثر نہ ڈالتی ہوں یا ان کا کھانا سماج میں پراگندگی نہ پیدا کرتا ہو۔ گویا غذا کو صرف غلہ اور اناج ہی کی حد تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ عمومی رنگ دیا گیا ہے۔

چنانچہ سائنس تحقیقات کی مدد سے صحت کو برقرار رکھنے کے لئے متوازن غذا میں جن اجزاء کی ضرورت ہے وہ ہیں۔ اول کاربوہائڈریٹس جو چاول گیہوں جوار اور شکر میں ہوتے ہیں یہ انسان میں توانائی اور طاقت پیدا کرتے ہیں دوسرے روغنیات اور چربی جن کی مدد کاربوہائڈریٹس والی غذائیں کم کھائی جاتی ہیں۔ جو ہمارے ملک کے غذائی موقف کے پیش نظر ضروری ہیں۔ اور ان روغنیات سے جسم میں توانائی بھی پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے پروٹینز جو حیوانی غذا دودھ گوشت انڈے اور مچھلی ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ غیر حیوانی پروٹینس بھی ضروری ہیں جو دالوں گیہوں سے مل جاتے ہیں۔ انسانی گوشت چمڑا بال ناخن آنکھیں دل دماغ اور خون سب پروٹینس کے محتاج ہیں۔ اور جو نمکیات اور وٹامنز یہ گوشت انڈا۔ دودھ ہری ترکاریوں اور پھلوں میں پائے جاتے ہیں اور زندگی برقرار رکھنے اور انسانی جسم کے نشو و نما کے لئے یہ انتہائی ضروری ہیں اور بیماریوں کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ گویا آج سائنس تحقیقات جس نتیجہ پر پہنچی ہیں انہیں اشیاء کے استعمال کو قرآن مجید میں حلال اور پاکیزہ قرار دیا گیا ہے۔

مویشیوں کیلئے چارہ

معاشی مسائل میں انسانوں کے لئے غذا کے مسئلہ کے بعد دوسرا اہم مسئلہ مویشیوں کی غذا اور چارہ کا ہے۔ ہمارے نائب صدر ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے ۱۳ر نومبر کو ہفتہ تحفظ گؤدھن کے موقع پر آل انڈیا ریڈیو سے نشر ہونے والی اپنی تقریر میں مویشیوں کی دیکھ بھال اور انہیں صحت بخش چارہ مہیا کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ صحت مند اور کارآمد مویشی قوم کا بیش بہا اثاثہ ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ جب تک زراعت کا دار و مدار مویشیوں پر رہے گا اس وقت تک ان کی نگہداشت و پرداخت پر خصوصی توجہ دینا ضروری ہے۔

مذہبی نقطۂ نظر سے اس مسئلہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے جانوروں کی دیکھ بھال اور ان کے لئے غذا و چارہ کی فراہمی کو انسان پر لازم قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وفی اموالھم حق للسائل والمحروم یعنی ان کے اموال میں ان محروم یعنی بے زبان جانوروں کا بھی حق ہے۔ ساتھ ہی غیر منفعت بخش اور ناکارہ جانوروں کی نکاسی کے لئے ان کے گوشت کا استعمال حلال قرار دیا۔ اسلام چونکہ عالمگیر مذہب ہے اس لئے ایسے ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے جہاں سؤر کے گوشت کا استعمال عام ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو نجس اور حرام قرار دیا۔ (باقی)

تحریک جدید کا نیا سال

(۲)

احباب جماعت کی ذمہ داریاں

جبکہ احباب کی خدمت میں تبلیغی فارم وعدہ جات بھجوا کر درخواست کی جا چکی ہے کہ تحریک جدید کے نئے سال کے وعدہ جات جلد از جلد دفتر ہذا میں بھجوا کر احباب کو جلد ادائیگی کی سعادت حاصل ہو لیکن ابھی تک اکثر جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے اور جن جماعتوں کے وعدہ جات موصول ہوئے ہیں ان میں سے بھی اکثر جماعت کے تمام افراد مردوں۔ عورتوں اور بچوں کے وعدہ جات نہیں آئے اور پوری کوشش نہیں کی گئی کہ سب کو شامل کیا جائے۔ حالانکہ روحانی نسل بڑھانے کا یہ نادر موقعہ ہے۔ اس سلسلہ میں سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ ذیل ارشاد قابل توجہ ہے:

"جس طرح آپ کوشش کرتے ہیں کہ آپ کی جسمانی نسل جاری رہے اسی طرح آپ لوگوں کو یہ بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ آپ کی روحانی نسل بھی جاری رہے روحانی نسل کو بڑھانے کا ایک طریق یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو تحریک جدید کے دفتر اول میں حصہ لے چکا ہے وہ عہد کرے کہ نہ صرف ۳ جنگ وہ خود پوری باقاعدگی کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیتا رہے گا بلکہ کم از کم ایک آدمی ایسا ضرور تیار کرے گا جو دفتر دوم میں حصہ لے اور اگر وہ زیادہ آدمی تیار کر سکے تو یہ اور بھی اچھی بات ہے۔ دنیا میں لوگ صرف ایک بیٹے پر خوش نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ پانچ پانچ سات سات بیٹے ہوں جس طرح دنیا میں لوگ اپنے لئے پانچ پانچ سات سات بیٹے پسند کرتے ہیں اسی طرح ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ تحریک جدید دفتر دوم میں حصہ لینے والے پانچ پانچ سات سات نئے آدمی تیار کرے۔ اور پھر دوسرے دفتر میں حصہ لینے والا ہر شخص کوشش کرے کہ وہ تیسرے دفتر کے لئے پانچ۔ پانچ۔ سات سات آدمی کھڑے کر دے اور تیسرے دفتر میں حصہ لینے والا ہر شخص کوشش کرے کہ چوتھے دفتر کے لئے پانچ پانچ۔ سات سات آدمی تیار کرے تاکہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے اور اس روپیہ سے تبلیغ اسلام کے نظام کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جائے۔"

پس میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس عظیم الشان نسخہ کو استعمال میں لا کر اپنی روحانی نسل کا سلسلہ قیامت تک جاری رکھنے کی کوشش زیادہ سے زیادہ کریں گے اور کوشش کریں گے کہ جو احباب ابھی تک اس اہم تحریک میں حصہ نہیں لے سکے وہ آپ کے ذریعہ سے حصہ لیں۔ دفتر سوم کا بھی اجرا ہو چکا ہے۔ اور دفتر دوم والے جو کہ ابھی نوجوان طبقہ ہے کوشش کریں کہ دفتر سوم میں باقی سب افراد حصہ لیں اور جلد از جلد وعدہ جات حاصل کر کے دفتر ہذا میں بھجوا دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ولادت و درخواست ۔ مورخہ ۲۲ کو خاکسار کی چھوٹی لڑکی کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ احباب دعا کریں کہ مولا کریم اسے اپنے والدین اور سلسلہ کے لئے موجب قرۃ العین بنائے۔ خاکسار سید شمصام الدین احمد از سونگھڑہ۔

درخواست دعا ۔ عنقریب عاجز کا سالانہ امتحان ہونے والا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے کامیاب فرمائے۔ آمین

عاجز عبد الرشید احمد احمدی از سونگھڑہ۔

دعائے مغفرت و نماز جنازہ غائب ۔ عاجز کی اہلیہ زینب خاتون صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ اس جگہ جماعت کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے چند آدمی نماز جنازہ ۲۲

م ۲ ء میں شریک ہوئے احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت اور نماز جنازہ غائب ادا کرنے کی درخواست ہے۔ خاکسار شیخ امیر الدین احمدی مقام پٹھان محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالیسر اڑیسہ۔

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم معلوم ہوتا ہے مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا ادا کرنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور نہ ادا کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے اس قسم کے اسلامی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو کہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ بلکہ معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نو زائیدہ بچوں پر صدقۃ الفطر فرض ہے جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو تو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع عربی پیمانہ مقرر کی ہے جو کم و بیش ۲ سیر ہوتا ہے۔

سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے | البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے

چونکہ آجکل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے اس لئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید سے کم از کم پانچ روز پہلے ہو جانی چاہیئے تاکہ مساکین اور یتیموں کی اس رقم سے طعام اور لباس کے لئے بروقت امداد کی جا سکے۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں تو ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوا دینی چاہئیں۔

یاد رہے کہ صدقۃ الفطر سے دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ قادیان کے ارد گرد غلہ کی اوسط قیمت کے مطابق ایک صاع کی قیمت -/۲ روپے بنتی ہے۔ پس یہاں کے لئے فطرانہ کی پوری شرح مبلغ دو روپے مقرر کی گئی ہے۔

عید فنڈ

نیز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے اس لئے احباب اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو ان فرودی فرائض کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں!

امرت سر ۲۱ دسمبر۔ اکالی لیڈر سنت فتح سنگھ نے آج شام ۵ بجکر ۲۵ منٹ پر برت ختم کر دیا۔ لوک سبھا کے سپیکر شری حکم سنگھ نے جو اکالی دل کی ورکنگ کمیٹی کے ساتھ بات چیت کے لئے اکال تخت آئے تھے۔ سنت فتح سنگھ کو شہد ملا کر سنگترہ کا رس پلایا۔ شری حکم سنگھ نے اکالی دل کی ورکنگ کمیٹی اور دیوان کو بتایا۔ کہ حکومت نے مشترکہ کڑیاں توڑنے اور متنازعہ علاقوں کا معاملہ ہائیکورٹ کے ریٹائرڈ جج یا ایک کمیشن مقرر کرنا منظور کر لیا ہے۔

شری حکم سنگھ نے دیوان میں کہا کہ چنڈی گڑھ اور بھاکڑا ننگل پراجیکٹ پر کنٹرول کے معاملہ پر پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی ثالث ہوں گی۔ اور وہ یہ معاملہ طے کریں گی۔ اکالی دل کی ورکنگ کمیٹی نے شری حکم سنگھ کی تجویز منظور کر لی۔ بعد میں سنت گرچرن سنگھ ٹوہڑا نے دیوان میں اعلان کیا کہ شری حکم سنگھ جو تجویز لائے ہیں۔ اسے اکالی دل کی ورکنگ کمیٹی نے منظور کر لیا ہے۔ آج جب ان تجاویز کا اعلان کیا گیا تو دربار صاحب سے باہر جمع لوگوں نے نہیں نہیں کی آوازیں بلند کیں مگر انہیں یہ کہہ کر فوراً چپ کرا دیا گیا۔ کہ سنت نے انہیں منظور کر لیا ہے۔ دہلی میں اعلان کیا گیا کہ بھارت سرکار متنازعہ علاقوں کے بارے دعووں پر غور کیلئے کمیٹی یا کمیشن مقرر کرے گی۔ آج سنت فتح سنگھ اور حکم سنگھ میں ایک گھنٹے میٹنگ ہوئی۔ اعلان کے بعد سنت جی نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا ہے۔ سنت جی نے ۱۷ دسمبر کو برت رکھا تھا اور مانگ کی تھی کہ چنڈی گڑھ اور بھاکڑا ننگل فوراً پنجاب کے حوالے کئے جائیں۔ اور مشترکہ کڑیاں توڑ دی جائیں اور ہریانہ اور ہماچل کے کچھ علاقے جنہیں اکالی پنجابی بھاشی کہتے ہیں پنجاب میں شامل کئے جائیں۔

امرت سر ۲۲ دسمبر (پی۔ ٹی۔ آئی) اکالی لیڈر سنت فتح سنگھ کے جن چند ساتھیوں سنت چنن سنگھ۔ جاگیر سنگھ دلیجو والیہ آج ۲۲ دسمبر کو ۹ بجے بعد دوپہر جل مرنے کا اعلان کیا تھا انہوں نے اپنے جل مرنے کا پروگرام اس وجہ سے ملتوی کر دیا۔ شری حکم سنگھ ابھی سے ایک فارمولا لے کر بذریعہ ہوائی جہاز امرت سر پہنچ گئے ہیں۔ شری حکم سنگھ ممبر سے کچھ منٹ پہلے سپیشل ہوائی جہاز میں امرت سر پہنچے تھے۔ ان کے ساتھ اوتم سنگھ دگل۔ گرمکھ سنگھ مسافر اور نریندر سنگھ براڑ وغیرہ اکالی لیڈر بھی تھے۔ شری حکم سنگھ نے سنت فتح سنگھ کو مسبینہ فارمولے سے مطلع کیا۔ اس کے بعد اکالی دل کی ورکنگ کمیٹی نے اکال تخت میں سارے معاملہ پر غور شروع کر دیا ہے۔ دربار صاحب میں منعقدہ دیوان میں اعلان کر دیا گیا کہ جب تک اس فارمولے کے متعلق ورکنگ کمیٹی فیصلہ نہیں کر دیتی تب تک ان کے جل مرنے کا پروگرام ملتوی رہے گا۔

امرت سر ۲۲ دسمبر۔ پنجاب کے سکھیہ منتری شری گیانی گورمکھ سنگھ مسافر آج صبح دہلی سے امرت سر آئے۔ انہوں نے کہا کہ امن و قانون برقرار رکھنے کے لئے سرکار نے صوبہ بھر میں ضروری انتظامات کر لئے ہیں۔ آپ نے کہا کہ حکومت سنت فتح سنگھ کے ساتھ ان کے مطالبات کے پرامن تصفیہ کے لئے بات چیت کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ شری مسافر نے کہا کہ میں اس بارے میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ کیونکہ وقت بڑا نازک ہے۔ انہوں نے کہا کہ تصفیہ کے لئے تمام کوششیں جاری ہیں اور میں تمام مسائل پر تبادلۂ خیالات کے لئے ہریانہ کے سکھیہ منتری شری بھگوت دیال سے بھی ملوں گا۔ شری مسافر حفاظتی انتظامات کی نگرانی کرنے امرت سر آئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ حکومت اس مسئلہ کو بات چیت کے ذریعہ پرامن حل کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ امن و قانون کو برقرار رکھنے کی بھی اتنی ہی خواہش مند ہے۔ جب شری مسافر سے سنت فتح سنگھ کے ساتھ بات چیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ نئی دہلی میں کئی اصحاب سرگرم ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے اکالی لیڈر ڈاکٹر مہندر سنگھ درگل کا نام بھی لیا۔ اور کہا کہ ابھی بات بند نہیں ہوا۔ ہم کوششیں جاری رکھیں گے۔ آپ نے اس خبر کو غلط ٹھہرایا کہ آپ (شری مسافر) نے ہریانہ سرکار کو چنڈی گڑھ کے عوض نئی راجدھانی بنانے کے لئے نقد روپیہ دینے کی پیشکش کی ہے۔

امرت سر ۲۲ دسمبر۔ آج پولیس نے امرت سر میں اکالی لیڈر گوربخش سنگھ ایم۔ ایل۔ اے لیڈر اکالی گروپ کو سکیورٹی ایکٹ کی دفعہ ۹ کے تحت حراست میں لے لیا۔ ان کے ساتھ تین دیگر اکالی ورکر بھی حراست میں لے لئے گئے۔ چنڈی گڑھ کی اطلاع ہے کہ پنجاب میں گرفتاریوں کی کل تعداد ۲۴۷ ہو گئی ہے۔ ان میں ۲۰۷ اکالی ہیں باقی مختلف جماعتوں سے متعلق۔ ۲۰۷ اکالیوں میں سے ۵۹ سنت گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۴۸ ماسٹر تارا سنگھ گروپ سے۔ جن سنگھ کے چالیس ورکر اور کچھ کمیونسٹ بھی گرفتار کئے گئے ہیں۔

پوری ۲۲ دسمبر۔ پوری کے جگت گورو شری شنکر آچاریہ کے مرن برت کا آج ۳۷واں دن تھا۔ ڈاکٹروں نے انہیں وارننگ دی تھی۔ کہ برت جاری رہا تو ان کے اعصابی نظام پر ناقابل تلافی حد تک اثر پڑے گا مگر انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹروں جنہوں نے آج جگت گورو کا معائنہ کیا۔ اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ جگت گورو کل رات صرف ایک گھنٹہ سوئے۔ آج صبح وہ تھکن محسوس کر رہے تھے اور پوجا کے بعد ایک گھنٹہ سوئے۔

روہتک ۲۲ دسمبر۔ وزیر اطلاعات و نشریات نے جو کل یہاں آئے تھے۔ بیان کے دوران روہتک میں ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ محکمہ کے افسروں کی ایک ٹیم نے روہتک کا دورہ کیا اور تحصیلدار روہتک کے ساتھ کئی جگہوں کا معائنہ کیا۔

چنڈی گڑھ ۲۲ دسمبر۔ افسوس ڈاکٹر گوپی چند بھارگو سابق مکھیہ منتری آج صبح ساڑھے دس بجے کے قریب اپنے دفتر میں انتقال کر گئے۔ ان کا انتقال دل کی بیماری کے دورہ کی وجہ سے ہوا۔ ان کی عمر اس وقت ۷۸ برس کی تھی۔ ان کے سوگواروں میں ایک لڑکا ایک لڑکی بڑا بھائی اور متعدد رشتہ دار اور مداح شامل ہیں۔ ڈاکٹر بھارگو کھادی دیگر ملو صنعتوں کے بورڈ کے چیئرمین تھے۔ چنانچہ آج صبح حسب معمول اٹھے۔ سنا و نوکرانا شتہ کیا۔ دس بجے دفتر پہنچے وہاں انہوں نے اپنا کام شروع کیا کچھ چٹھیاں لکھوائیں اور فائلیں نپٹا کر ایک کتاب پڑھ رہے تھے کہ ۱۱ بجکر ۵۰ منٹ پر کرسی پر بیٹھے بیٹھے انتقال کر گئے۔

امرت سر ۲۲ دسمبر۔ سنت فتح سنگھ کے چند عقیدتمندوں نے آج ۲۲ دسمبر کو ۹ بجے شام جل مرنے کا اعلان کر رکھا تھا اس کے پیش نظر لوگوں میں بڑی بے تابی پائی جاتی تھی۔ چنانچہ بہت سے لوگ دوپہر سے ہی مکانوں کے چھتوں پر کھڑے تھے ادھر دربار صاحب کے اندر دیوان میں اکالی لیڈروں کی طرف سے وقتاً فوقتاً اعلان ہوتے رہے کہ اب جل مرنے کے معینہ وقت میں ایک گھنٹہ باقی ہے۔ پھر کہا گیا کہ اب جل مرنے میں نصف گھنٹہ باقی رہ گیا ہے اس کے ساتھ کچھ اکالی ورکر ایک ٹین میں بھرا ہوا مٹی کا تیل ڈالا جاتا تھا کیرا کی چھوٹی چھوٹی دھجیاں بھگو بھگو کر ہون کنڈ میں ڈالتے جاتے تھے جن اکالیوں نے جل مرنے کا اعلان کیا تھا وہ بھگوا لباس پہنے ہوئے تھے۔

نئی دہلی ۲۲ دسمبر۔ یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا کے

گوردوارہ کلکتہ میں تقریر (بقیہ صفحہ اول)

گوردوارہ بارا سکھ سنگت کے بورڈ آف مینجمنٹ کی طرف سے مجھے ہدایت ملی ہے کہ میں آپ کی اور آپ کی انجمن کی خدمت میں گہرے خلوص و شکریہ کا اظہار کروں کہ آپ نے ہمارے اس شاندار اجتماع کو اپنی شرکت سے رونق بخشی۔ اس اجتماع میں حصہ لینے والے سکھوں سمیت تمام طبقوں نے آپ کی دل آویز تقریر کو بے حد پسند کیا۔ مجھے امید ہے کہ جب بھی آپ کو ہماری طرف سے دعوت نامہ ملے گا آپ ہمارے جلسوں میں ضرور شریک ہوں گے۔۔۔؟

نمائندہ نے ایک انٹرویو میں پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی سے پوچھا کہ آپ کے اور کانگرس پردھان شری کامراج کے مابین اختلاف کی لگاتار افواہیں پھیل رہی ہیں۔ حالانکہ آپ دونوں نے انفرادی طور پر ان کی تردید کی ہے لیکن پھر بھی افواہیں جاری ہیں۔ شریمتی گاندھی نے جواب دیا کہ میں نے اس معاملہ پر کچھ نہیں کہا ہے میرے اور شری کامراج کے درمیان لگاتار معاملہ پر مشورے ہوتے ہیں۔ پارٹی معاملات اور دوسرے معاملات پر بھی۔ سوال:۔ تب آپ کا کہنا ہے کہ یہ اختلافات غلط طور پر بنائے جا رہے ہیں؟ جواب:۔ ظاہر ہے کہ کچھ دلچسپی رکھنے والے فریق ہیں۔ اس لئے سوال یہ ہے کہ پارٹی کیسے چاہتی ہے اور لوگ کیسے چاہتے ہیں۔ لوگوں میں میری پوزیشن غیر متنازعہ ہے۔ سوال:۔ آپ کا اس تجویز کے بارے میں کیا خیال ہے کہ آئندہ سال کے لئے کسی غیر ہندی علاقہ کا پردھان منتری ہونا چاہیئے۔ جواب:۔ جیسے میری تمام تربیت ایسی ہے کہ میں کسی شخص کو ایک الگ گروپ میں نہیں دیکھ سکتی۔ میرے لئے ایک ہی رقبہ بھارت ہے۔ ... رہنمائی بھارت کے باشندہ یا ہندو یا مسلمان کے روپ میں نہیں دیکھی گئی سمجھی گئی۔ جلد ہی اس احساس ... آپ کے۔ بہتر ہوگا سوال:۔ لوگ اندیشہ ظاہر کرتے ہیں کہ ... رد و بدل ہوں گے آپ تبدیلی چند آسامیوں کو شہرت یا بار بار ہے۔ جواب:۔ میں آپکو یقین دلا سکتی ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے اور اس کی کوئی بنیاد نہیں۔ بطور پردھان منتری ضرور ایسا کریں اپنے تمام وزیروں کو مشورہ لوں۔ جنسو مختلف معاملات کے بارے میں مجھ سے وہ ملتے ہیں۔